خطبہ نمبر

سوموار 6/ فروری 2023ء | 14/ رجب 1444 ہجری قمری | 6/ تبلیغ 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:31

فرمانِ رسولؐ

حضرت ابو بریدۃؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو فرمایا کہ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو۔ کیونکہ (اچانک پڑنے والی) پہلی نظر معاف ہے۔ لیکن اس کے بعد دوسری نظر معاف نہیں۔

(سنن ابوداؤد، کتاب النکاح باب مَا یُؤْمَرُ بِہٖ مِنْ غَضِّ الْبَصَرِ حدیث نمبر 382)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

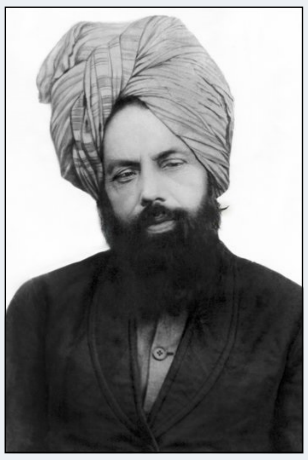

غض بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے

- مومن کو نہیں چاہئے کہ دریدہ دہن بنے یا بے محابا اپنی آنکھ کو ہر طرف اٹھائے پھرے۔ بلکہ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِہِمۡ (النور:31) پر عمل کر کے نظر کو نیچی رکھنا چاہئے اور بدنظری کے اسباب سے بچنا چاہئے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 53)

- سو چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہماری آنکھیں اور دل اور ہمارے خطرات سب پاک رہیں اس لئے اس نے یہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم فرمائی۔ اس میں کیا شک ہے کہ بے قیدی ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہے۔ اگر ہم ایک بھوکے کتے کے آگے نرم نرم روٹیاں رکھ دیں اور پھر امید رکھیں کہ اس کتے کے دل میں خیال تک ان روٹیوں کا نہ آوے تو ہم اپنے اس خیال میں غلطی پر ہیں۔سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے جس سے بدخطرات جنبش کر سکیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 343-344)

- ہر ایک پرہیز گار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہیں چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے۔ بے محابا نظر اُٹھا کر دیکھ لیا کرے بلکہ اس کے لئے اس تمدّنی زندگی میں غضِ بصر کی عادت ڈالنا ضروری ہے اور یہ وہ مبارک عادت ہے جس سے اس کی یہ طبعی حالت ایک بھاری خلق کے رنگ میں آجائے گی۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 444)

- اسلام نے جو یہ حکم دیا ہے کہ مرد عورت سے اور عورت مرد سے پردہ کرے اس سے غرض یہ ہے کہ نفسِ انسانی پھسلنے اور ٹھوکر کھانے کی حد سے بچا رہے۔ کیونکہ ابتداء میں اس کی یہی حالت ہوتی ہے کہ وہ بدیوں کی طرف جھکا پڑتا ہے اور ذرا سی بھی تحریک ہو تو بدی پر ایسے گرتا ہے جیسے کئی دنوں کا بھوکا آدمی کسی لذیذ کھانے پر۔ یہ انسان کا فرض ہے کہ اس کی اصلاح کرے...یہ ہے سِرّ اسلامی پردہ کا اور میں نے خصوصیت سے اسے ان مسلمانوں کے لئے بیان کیا ہے جن کو اسلام کے احکام اور حقیقت کی خبر نہیں۔

(بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد سوم صفحہ 443)

ارشاد باری تعالیٰ

اَلۡخَبِیۡثٰتُ لِلۡخَبِیۡثِیۡنَ وَ الۡخَبِیۡثُوۡنَ لِلۡخَبِیۡثٰتِ ۚ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیۡنَ وَ الطَّیِّبُوۡنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِکَ مُبَرَّءُوۡنَ مِمَّا یَقُوۡلُوۡنَ ؕ لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّ رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ﴿۲۷﴾

(النور:27)

ترجمہ: ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لئے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لئے ہیں اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے لئے ہیں۔ یہ لوگ اُس سے بری الذمہ ہیں جو وہ کہتے ہیں۔ اِنہی کے لئے مغفرت ہے اور عزت والا رزق ہے۔

فرمان خلیفۂ وقت

نیم وا آنکھوں سے چلو

غض بصر سے کام لیں۔یعنی اپنی آنکھ کو اس چیز کو دیکھنے سے روکے رکھیں جس کا دیکھنا منع ہے۔یعنی بلاوجہ نامحرم عورتوں کو نہ دیکھیں۔ جب بھی نظر اٹھا کر پھریں گے تو پھر تجسس میں آنکھیں پیچھا کرتی چلی جاتی ہیں اس لئے قرآن شریف کا حکم ہے کہ نظریں جھکا کے چلو۔ اسی بیماری سے بچنے کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ نیم وا آنکھوں سے چلو۔یعنی ادھ کھلی آنکھوں سے، راستوں پر پوری آنکھیں پھاڑ کر نہ چلو۔ بند بھی نہ ہوں کہ ایک دوسرے کو ٹکریں مارتے پھرو۔لیکن اتنی کھلی ہوں کہ کسی بھی قسم کا تجسس ظاہر نہ ہو۔۔۔تو مردوں کے لئے تو پہلے ہی حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو اور اگر مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں گے تو بہت سی برائیوں کا تو یہیں خاتمہ ہوجاتا ہے۔ پھر مومن عورتوں کے لئے حکم ہے کہ غض بصر سے کام لیں اور آنکھیں نیچی رکھا کریں۔اگر عورت اونچی نظر کر کے چلے گی تو ایسے مرد جن کے دلوں پر شیطان نے قبضہ کیا ہوا ہے وہ تو پھر ان عورتوں کے لئے مشکلات ہی پیدا کرتے رہیں گے۔تو ہر عورت کو چاہئے کہ اپنے آپ کو اور اپنے خاندان کو بدنامی سے بچانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کا جو حکم ہے غض بصر کا، اس پر عمل کرے تاکہ کسی بھی قسم کی بدنامی کا باعث نہ ہو۔ کیونکہ اس قسم کے مرد جن کے دلوں میں کجی ہو، شرارت ہو تو وہ بعض دفعہ ذرا سی بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہیں اور پھر بلاوجہ کے تبصرے شروع ہوجاتے ہیں۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے اپنی بیویوں کو یہاں تک فرمایا تھا کہ اگر مخنث آئے تو اس سے بھی پردہ کرو۔ ہوسکتا ہے کہ یہ باہر جاکر دوسرے مردوں سے باتیں کرے اور اس طرح اشاعت فحش کا موجب ہو۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 86-88)

اس شمارہ میں

- دعوت فکر (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- سو سال قبل کا الفضل
- اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز
- تماشق اور ہاؤسا احمدی قبائل کی ایمان افروز داستانیں

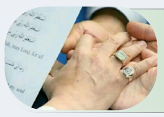

دربارِ خلافت

میری آمد کے دو ہی مقاصد ہیں
لوگوں کو خالق کے قریب لانا اور انسانوں کے حقوق ادا کرنا۔

یکم اکتوبر 2022ء کو صیحون میں افتتاحی تقریب مسجد فتح عظیم سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے یدراا سینیچز آلسن نمائندہ لیک کاؤنٹی نیوزسن کو انٹرویو دیا اور نمائندہ کے سوالات کے جوابات دیئے۔

سوال: اس زمانہ میں جبکہ بہت سے خدشات پائے جاتے ہیں مثلاً جرائم، بے گھری، عدم تحفظ خوراک وغیرہ تو آپ کا اس حوالے سے کیا پیغام ہوگا تا کہ خدشات میں کمی واقع ہو؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’احمدیہ جماعت کے بانی کا اپنی بعثت کے متعلق یہ دعویٰ تھا کہ جیسا کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ میری آمد کے دو مقاصد ہیں۔ ایک یہ کہ لوگوں کو ان کے خالق کے قریب لانا اور دوسرا یہ کہ انسانوں کے حقوق ادا کرنا۔ اگر آپ انسانوں کے حقوق ادا کر رہے ہیں تو جرائم، خوراک کی کمی، حفاظتی لحاظ سے یا کسی اور لحاظ سے کسی چیز کا خوف نہیں ہونا چاہیے اور ہم اسی طور پر عمل کر رہے۔ ہم تبلیغ کر رہے ہیں اور اس پیغام کا پرچار کر رہے ہیں اور ہم ہر جگہ جہاں ہماری جماعت ہے اس پیغام پر عمل پیرا ہیں۔ یہاں تک کہ افریقہ میں، پاکستان میں یا دیگر ایشیائی ممالک میں، تیسری دنیا کے ممالک ہیں یا محروم ممالک میں یا مغربی ممالک میں جہاں کہیں بھی ہم جاتے ہیں وہاں یہ پیغام پہنچاتے ہیں اور انسانیت کی خدمت کیلئے ہم اپنے سکول اور ہسپتال چلا رہے ہیں نیز اور بہت سے طریقوں سے مخلوق کی خدمت کر رہے ہیں۔‘‘

سوال: آپ کے پاس تمام مذاہب اور ان کی پیروی کرنے والوں کیلئے کوئی نسخہ ہے کہ وہ امن کے حصول کے لئے کوشاں ہوں؟

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’(امن قائم تب ہوسکتا ہے) جب لوگوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہو جائے جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے کہ اپنے خالق کے قریب ہو جائیں اور ہمیں اس بات کا احساس ہو جائے کہ ہمیں ایک قادر خدا یعنی اللہ نے پیدا کیا ہے اور ہماری اس دنیا میں پیدائش کا مقصد یہ نہیں تھا کہ ایک دوسرے کو قتل کریں یا تباہ کریں، ہمارے نزدیک تمام مذاہب اللہ کی طرف سے ہیں، ہمارے نزدیک تمام مذاہب ابتداء میں سچے مذاہب تھے اور بعد میں ان کی تعلیمات میں کچھ بدعات راہ پا گئیں اور تعلیمات اپنی اصل شکل میں نہ رہیں۔ پھر بالآخر تمام انبیاء اور تمام مذاہب کے بانیوں کی یہ پیشگوئی تھی کہ آخری زمانہ میں ایک نبی کی آمد ہوگی جو تمام انبیاء کی تعلیمات کو لائے گا اور ان کو یکجا کرے گا۔ وہ ان کی حقیقی تعلیمات پیش کرے گا اور اس کی تعلیمات حتمی تعلیمات ہوں گی۔ ہمارے نزدیک وہ ہستی جس کے بارے میں سابق انبیاء نے یا گزشتہ مذاہب کے بانیوں نے پیشگوئی کی تھی وہ آنحضرت ﷺ کی ذات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک آپ دیکھ سکتی ہیں کہ مسلمانوں کی مقدس کتاب جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی، محفوظ ہے۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی جبکہ دیگر کتب بہت سے طریقوں سے تبدیل ہو چکی ہیں اور اس کی بانیٔ اسلام نے پیشگوئی بھی فرمائی تھی کہ بے شک تعلیم اور کتاب اپنی اصل شکل میں محفوظ رہے گی لیکن میرے متبعین بھی اسلام کی حقیقی تعلیم بھلا بیٹھیں گے وہ اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل پیرا نہیں رہیں گے تب اس وقت ایک مصلح آئے گا جو میری امت میں سے ہوگا اور وہ اصلاح بھی کرے گا اور ہمارے نزدیک وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں جو احمدیہ جماعت کے بانی ہیں جن کے بارہ میں ہمارا ایمان ہے کہ وہ اس زمانہ کے مسیح اور مہدی ہیں اور آپ نے تمام مذاہب سے فرمایا کہ آیا تم میرے مذہب پر ایمان لاتے ہو یا نہیں آیا تم اسلام کو مانتے ہو یا نہیں تم میری اتباع کرو یا نہ کرو مگر کم از کم ہمیں مل جل کر اکٹھے ہم آہنگی اور پیار اور محبت کے ساتھ رہنا چاہیے۔ اس طرح ہم اس دنیا میں ایک ساتھ رہ سکتے ہیں اور اس طرح ہم اپنی تخلیق کا مقصد پورا کر سکتے ہیں تو یہی پیغام ہے اور یہی واحد راستہ ہے۔‘‘

(روزنامہ الفضل آن لائن 9/ دسمبر 2022ء)

دعوتِ فکر
(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

یارو! خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟

باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟

کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے؟
آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں؟

کیونکر کرو گے ردّ جو محقق ہے ایک بات؟
کچھ ہوش کر کے عذر سناؤ گے یا نہیں؟

سچ سچ کہو اگر نہ بنا تم سے کچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

(براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ 139 مطبوعہ 1880ء)

دعا کا تحفہ
نابالغ بچے کی دُعائے جنازہ

حضرت امام حسن بن علیؓ کی روایت ہے کہ نابالغ بچے کی نماز جنازہ میں فاتحہ کے بعد یہ دُعا پڑھی جائے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا سَلَفًا وَّ فَرَطًا وَّ ذُخْرًا وَّ اَجْرًا وَّ شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا

(بخاری کتاب الجنائز)

ترجمہ: اے اللہ! اس بچے کو ہمارا پہلے جانے والا پیشرو اور اجر و ثواب کے ذخیرے کا موجب بنا دے۔ یہ ہمارا سفارشی بنے اور اس کی سفارش (ہمارے حق میں) قبول فرما۔

نوٹ: لڑکی کے لئے اِجْعَلْھَا اور شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً پڑھا جائے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 126-127)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 3؍فروری 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

اِس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کی روشنی ہی ہے جس سے قرآن کریم کے علوم و معارف کا پتا چلتا ہے اور جماعت احمدیہ ہی ہے جو اِس کام کو دنیا میں سرانجام دے رہی ہے

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ نیز سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں بیان فرمایا! قرآن شریف کے فیوض، انوار و برکات اور تاثیرات کا دَر ہمیشہ سے جاری، زندہ، تازہ بتازہ نیز ہر زمانہ میں اُسی طرح درخشاں اور نمایاں ہے جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تھا، آپؑ اِس ثبوت کے لئے بھیجے گئے کیونکہ اُس نے وعدہ فرمایا تھا کہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) بے شک ہم نے اِس ذکر یعنی قرآن شریف کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اِس کے محافظ ہیں۔

آپؑ کا مقصد بعثت ہی حکومت قرآن کریم کا دنیا میں قیام ہے

پس اِس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے غلام صادق کو قرآن کریم کی اشاعت و حفاظت کے لئے بھیجا، آپؑ کو وہ معارف سکھائے جو لوگوں سے پوشیدہ تھے، آپؑ کے ذریعہ فیض قرآن کریم کا ایک چشمہ جاری فرمایا، آپؑ تو آئے ہی حکومت قرآن کریم کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے ہیں، لیکن بدقسمتی سے نام نہاد علماء نے آپؑ کے دعویٰ کی ابتداء سے ہی آپؑ کی مخالفت اپنا مقصد بنایا ہوا ہے اور کوئی دلیل اور عقل کی بات سننا نہیں چاہتے اور عوام الناس کو بھی گمراہ کر رہے ہیں۔خود تو علم و معرفت سے نابلد ہیں لیکن جس کو خدا تعالیٰ نے اِس کام کے لئے بھیجا ہے اُس کے راستہ میں روکیں کھڑی کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اِسے یہ لوگ قرآن کریم کی خدمت سمجھتے ہیں۔ پاکستان میں وقتاً فوقتاً اِن علماء کو ابال اُٹھتا رہتا ہے اور اِن کے ساتھ پھر بعض سستی شہرت حاصل کرنے والے سیاستدان اور سرکاری اہلکار بھی مل جاتے ہیں اور احمدیوں کو مختلف بہانوں سے ظلموں کا نشانہ بنایا جاتا ہے، گزشتہ کچھ عرصہ سے پھر یہ لوگ من گھڑت مقدمے تحریف و توہین قرآن کے احمدیوں پر بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ اِن کے شر سے بچائے اور جو احمدی اِس غلط اور ظالمانہ الزام میں اِنہوں نے پکڑے ہوئے ہیں اُن کی جلد رہائی کے سامان بھی اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے۔

عظمت و اہمیت نیز مقام و مرتبہ قرآن کریم

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ نے قرآن کریم کی عظمت و اہمیت اور مقام و مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات اور تصنیفات میں عطا فرمودہ عرفان کی روشنی میں بیان کیا۔

کامل و مکمل تعلیم

میرا مذہب یہی ہے کہ قرآن اپنی تعلیم میں کامل ہے اور کوئی صداقت اُس سے باہر نہیں کیونکہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے: مَا فَرَّطۡنَا فِی الۡکِتٰبِ مِنۡ شَیۡءٍ (الانعام:39) یعنی ہم نے اِس کتاب سے کوئی چیز باہر نہیں رکھی لیکن ساتھ اِس کے یہ بھی میرا اعتقاد ہے کہ قرآن کریم سے تمام مسائل دینیہ کا استخراج و استنباط کرنا اور اِس کی مجملات کی تفاصیل صحیحہ پر حسب منشاء الٰہی قادر ہونا ہر ایک مجتہد اور مولوی کا کام نہیں بلکہ یہ خاص طور پر اُن کا کام ہے جو وحی الٰہی سے بطور نبوت یا ولایت عظمیٰ مدد دیئے گئے ہوں۔۔۔اور جو لوگ وحی ولایت عظمیٰ کی روشنی سے منور ہیں اور اِلَّا الۡمُطَھَّرُوۡنَ (الواقعہ:80) کے گروہ میں داخل ہیں اُن سے بلا شبہ عادت الٰہی یہی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً دقائق مخفیہ قرآن اُن پر کھولتا اور یہ بات اُن پر ثابت کر دیتا ہے کہ کوئی زائد تعلیم آنحضرتؐ نے ہرگز نہیں دی بلکہ احادیث صحیحہ میں مجملات و اشارات قرآن کریم کی تفصیل ہے، سو اِس معرفت کے پانے سے اعجاز قرآن اُن پر کھل جاتا ہے۔

حقیقی اور کامل نجات کی راہیں قرآن نے کھولیں

اور باقی سب اِس کے ظل تھے سو تم قرآن کو تدبر سے پڑھو اور اُس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے (الہاماً) فرمایا کہ اَلۡخَیۡرُ کُلُّہٗ فِی الۡقُرۡاٰنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں، یہی بات سچ ہے، افسوس اُن لوگوں پر جو کسی اور چیز کو اِس پر مقدم رکھتے ہیں۔تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن میں ہے، کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی، تمہارے ایمان کا مصدق یا مکذب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلاواسطہ قرآن تمہیں ہدایت دے سکے۔حضور انور ایدہ اللہ نے تصریح فرمائی! جس کی یہ تعلیم اور خیال ہوں، جو اپنے ماننے والوں کو اِس طرح نصیحت کرے کیا وہ قرآن کریم میں کسی بھی قسم کی تحریف کرسکتا ہے، کچھ تو اِن کو عقل کے ناخن لینے چاہئیں۔۔۔مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ باوجود قرآن ہونے کے اُس پر عمل نہ کر کے اُس کی روحانیت سے فائدہ نہیں اٹھا رہے اور جس شخص کو اِس علم و معرفت کے پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اُس کو ماننے سے انکاری ہیں۔

قرآن ایک ہفتہ میں انسان کو پاک کرسکتا ہے

اگر صوری یا معنوی اعراض نہ ہو تو قرآن تم کو نبیوں کی طرح کرسکتا ہے۔حضور انور ایدہ اللہ نے اِس کی بابت ارشاد فرمایا! یعنی اگر تم خود اِس سے نہ بھاگو اور مکمل طور پر قرآن کریم کی تعلیم پر عمل اور اُس کے ہر حکم کی پابندی ہو تو نبیوں کے رنگ میں انسان رنگین ہوسکتا ہے، یہ ایک انتہائی مقام ہے جو برکات قرآن کریم سے انسان فیض پا سکتا ہے۔آپؑ نے فرمایا! بجز قرآن کے کس کتاب نے اپنی ابتداء میں ہی اپنے پڑھنے والوں کو یہ دعاء سکھلائی اور یہ امید دی اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ (الفاتحہ: 6-7) یعنی ہمیں اپنی اُن نعمتوں کی راہ دکھلا جو پہلوں کو دکھلائی گئی جو نبی اور رسول اور صدیق اور شہید اور صالح تھے۔ پس اپنی ہمتیں بلند کرلو اور قرآن کی دعوت کو ردّ مت کرو کہ وہ تمہیں وہ نعمتیں دینا چاہتا ہے جو پہلوں کو دی تھیں۔

تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم

یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اِسی میں زندگی ہے، جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے، جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔نوع انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰؐ۔سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اِس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اُس کے غیر کو اُس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہو گی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اِس دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! ایمان میں ایسی مضبوطی ہوتی ہے کہ اِس دنیا میں انسان پر اُس کی روشنی ظاہر ہو جاتی ہے، ہر ظلمت کا مقابلہ کرنے کے لئے انسان تیار ہو جاتا ہے جس کی تازہ مثال ہمیں گزشتہ دنوں ہمارے برکینافاسو کے شہید بھائیوں میں ملتی ہے۔

نجات یافتہ کون ہے؟

وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمدؐ اُس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے اور آسمان کے نیچے نہ اُس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم رتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا: ایک اور الزام کا بھی ردّ کر دیا کہ ہم نعوذ باللہ! آنحضرتؐ کی توہین کرتے ہیں۔۔۔پس آج حضرت مسیح موعودؑ کے ماننے والوں کو اِس معیار کو حاصل کرنے، دنیا اور ہم پر کفر کے فتوے لگانے والوں کو بتانے کی ضرورت ہے کہ احمدی صرف پرانے قصوں کو ہی بیان نہیں کرتے بلکہ آج بھی زندہ کتاب اور زندہ رسول کے ماننے والوں پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے اترنے اور اِس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آج بھی بولتا ہے۔

آنحضرتؐ طبعًا خاتم النبیین اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا

ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المؤمنین، خاتم العارفین اور خاتم النبیین ہے اور اِسی طرح پر وہ کتاب اُس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے۔ رسول اللہؐ جو خاتم النبیین ہیں اور آپؐ پر نبوت ختم ہوگئی تو یہ نبوت اِس طرح پر ختم نہیں ہوئی جیسے کوئی گلا گھونٹ کر ختم کر دے، ایسا ختم قابل فخر نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہؐ پر نبوت ختم ہونے سے یہ مراد ہے کہ طبعی طور پر آپؐ پر کمالات نبوت ختم ہو گئے یعنی وہ تمام کمالات متفرقہ جو آدم سے لے کر مسیح ابن مریم تک نبیوں کو دیئے گئے تھے کسی کو کوئی اور کسی کو کوئی، وہ سب کے سب آنحضرتؐ میں جمع کر دیئے گئے اور اِس طرح پر طبعًا آپؐ خاتم النبیین ٹھہرے اور ایسا ہی وہ جمیع تعلیمات، وصایا اور معارف جو مختلف کتابوں میں چلے آتے ہیں وہ قرآن شریف پر آ کر ختم ہو گئے اور قرآن شریف خاتم الکتب ٹھہرا۔حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمایا! پھر ہم پر الزام کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ کو آپؐ سے نعوذ باللہ! بڑا سمجھتے اور توہین رسالت کے مرتکب ہوتے ہیں، اِن الفاظ کے بعد کوئی عقل مند اور انصاف پسند یہ نہیں کہہ سکتا کہ احمدی کسی بھی طرح توہین رسالت کے مرتکب ہیں۔

قرآن شریف کا مدنظر تمام دنیا کی اصلاح ہے

یہ دعویٰ پادریوں کا سراسر غلط ہے کہ قرآن توحید اور احکام میں نئی چیز کونسی لایا جو توریت میں نہ تھی، بظاہر ایک نادان توریت کو دیکھ کر دھوکہ میں پڑے گا کہ توریت میں توحید بھی موجود ہے اور احکام عبادت اور حقوق عباد کا بھی ذکر ہے پھر کونسی نئی چیز ہے جو قرآن کے ذریعہ سے بیان کی گئی؟ مگر یہ دھوکہ اُسی کو لگے گا جس نے کلام الٰہی میں کبھی تدبر نہیں کیا، واضح ہو کہ الٰہیات کا بہت سا حصہ ایسا ہے کہ توریت میں اِس کا نام و نشان نہیں۔۔۔پہلی تمام کتابیں موسیٰ کی کتاب توریت سے انجیل تک ایک خاص قوم یعنی بنی اسرائیل کو اپنا مخاطب ٹھہراتی ہیں اور صاف اور صریح لفظوں میں کہتی ہیں کہ اُن کی ہدایتیں عام فائدہ کے لئے نہیں بلکہ صرف بنی اسرائیل کے وجود تک محدود ہیں مگر قرآن شریف کا مدنظر تمام دنیا کی اصلاح ہے اور اِس کی مخاطب کوئی خاص قوم نہیں بلکہ کھلے کھلے طور پر بیان فرماتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کے لئے نازل ہوا ہے اور ہر ایک کی اصلاح اِس کا مقصود ہے۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 13/ جنوری 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا مجھے نماز پڑھنے والوں کے قتل سے منع کیا گیا ہے۔ یہ آج کل کے مسلمانوں کے لیے بھی سبق ہے

اخلاص و وفا کے پیکر بعض بدری صحابہ حضرت عبد اللہ بن جحشؓ، حضرت صالح شقرانؓ، حضرت مالک بن دُخشمؓ، حضرت عکاشہؓ، حضرت خارجہ بن زیدؓ، حضرت خالد بن بکیرؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کی سیرت کے بعض پہلوؤں کا دلنشین تذکرہ

مہدی آباد برکینا فاسو میں 9/ احمدیوں کی افسوس ناک شہادت
شہداء کی بلندیٔ درجات نیز برکینا فاسو کے حالات کے لیے احبابِ جماعت کو دعا کی تحریک

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

جیسا کہ میں نے گذشتہ ایک خطبہ میں بتایا تھا کہ

بعض صحابہؓ کے ذکر کا کچھ حصہ رہ گیا ہے وہ بیان کروں گا

تو آج اسی سلسلہ میں

حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں

پہلے بیان ہو گا۔ آپ کا تعلق قبیلہ بنو اَسد سے تھا اور قبیلہ کے متعلق بعض کہتے ہیں کہ آپ بنی عبد شمس کے حلیف تھے جبکہ بعض کے نزدیک حَرْب بن اُمَیَّہ کے حلیف تھے۔

(اسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد ۳ صفحہ ۱۹۵ عَبْدُ اللّٰہِ بِنْ جَحَش، دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۳ء)

حضرت عبد اللہ بن جحشؓ کے قد و قامت کے بارے میں

آتا ہے کہ نہ دراز قد تھے، نہ ہی پست قد تھے۔ آپ کے سر کے بال نہایت گھنے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۶۷ عبد اللہ بن جحش دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۰ء)

ایک مہم کے موقع پر آپ کو امیر مقرر کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا وہ آپ کی سخت جانی، مستقل مزاجی اور بے خوفی کا اظہار کرتا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم پر ایک ایسے آدمی کو امیر مقرر کر کے بھیجوں گا جو اگرچہ تم سے زیادہ بہتر نہیں ہو گا لیکن بھوک اور پیاس کی برداشت میں تم سے زیادہ مضبوط ہو گا۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبد اللہ بن جحشؓ کی امارت میں مکہ اور طائف کے درمیان وادیٔ نخلہ کی طرف گئے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۴۸۱-۴۸۲ مسند سعد بن ابی وقاص حدیث ۱۵۳۹ مطبوعہ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء)

(السیرة النبویة لابن کثیر جزء ۲ صفحہ ۳۶۵-۳۶۶ ذِکْرُ أَوَّلِ الْمَغَازِی وَهِیَ غَزْوَةُ الْأَبْوَاءِ مطبوعہ دار المعرفة بیروت ۱۹۷۶ء)

اس مہم میں کامیابی کے بعد جو مالِ غنیمت ملا اس کے بارے میں لکھا ہے کہ اس سریہ سے حاصل ہونے والے مال غنیمت کے متعلق بعض کا

خیال ہے کہ یہ پہلا مالِ غنیمت ہے جس کو مسلمانوں نے حاصل کیا۔

حضرت عبد اللہ بن جحشؓ نے اس مال غنیمت کو پانچ حصوں میں منقسم کر کے بقیہ چار حصوں کو تقسیم کر دیا اور ایک کو بیت المال کے لیے رکھ لیا۔ یہ پہلا خُمس تھا جو اسلام میں اس دن مقرر ہوا۔

(اسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد ۳ صفحہ ۱۹۵ عَبْدُ اللّٰہِ بِنْ جَحَش، دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۳ء)

امام شعبی سے روایت ہے کہ

اسلام میں سب سے پہلے جھنڈے کی ابتدا حضرت عبد اللہ بن جحشؓ نے کی۔ نیز سب سے پہلا مالِ غنیمت حضرت عبد اللہ بن جحشؓ کا حاصل کیا ہوا تقسیم کیا گیا۔

(حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء جلد ۱ صفحہ ۱۰۸ عَبْدُ اللّٰہِ بِنِ جَحْشٍ۔ دار الفکر بیروت ۱۹۹۶ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سیرت خاتم النبیینﷺ میں ان کے بارے میں فرماتے ہیں کہ کُرز بن جابر یہ مکہ کا ایک رئیس تھا جس نے قریش کے ایک دستہ کے ساتھ کمال ہوشیاری سے مدینہ کی چراگاہ پر جو شہر سے صرف تین میل کے فاصلے پر تھی اچانک چھاپہ مارا۔ (یہ اَور مہم ہے) اور مسلمانوں کے اونٹ وغیرہ ہانک کر لے گیا۔ اس کے اچانک حملے نے طبعاً مسلمانوں کو بہت متوحش کر دیا اور چونکہ رؤسائے قریش کی یہ دھمکی پہلے سے موجود تھی کہ ہم مدینہ پر حملہ آور ہو کر مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیں گے، مسلمان سخت فکرمند ہوئے اور انہیں خطرات کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارادہ فرمایا کہ قریش کی حرکات وسکنات کا زیادہ قریب سے ہو کر علم حاصل کیا جاوے تا کہ اس کے متعلق ہر قسم کی ضروری اطلاع بر وقت میسر ہو جاوے اور مدینہ ہر قسم کے اچانک حملوں سے محفوظ رہے۔ (ہاں یہ جو پہلے ذکر ہو چکا ہے وہ اسی مہم کے بارے میں آپ فرما رہے ہیں۔) پھر کہتے ہیں چنانچہ اس غرض سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ مہاجرین کی ایک پارٹی تیار کی اور مصلحتاً اس پارٹی میں ایسے آدمیوں کو رکھا جو قریش کے مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے تا کہ قریش کے مخفی ارادوں کے متعلق خبر حاصل کرنے میں آسانی ہو اور اس پارٹی پر آپؐ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی عبد اللہ بن جحشؓ کو مقرر فرمایا۔ اور اس خیال سے کہ اس پارٹی کی غرض وغایت عامۃ المسلمین سے بھی مخفی رہے آپؐ نے اس سریہ کو روانہ کرتے ہوئے اس سریہ کے امیر کو بھی یہ نہیں بتایا کہ تمہیں کہاں اور کس غرض سے بھیجا جا رہا ہے بلکہ چلتے ہوئے اُس کے ہاتھ میں ایک سربمہر خط دے دیا اور فرمایا اس خط میں تمہارے لیے ہدایات درج ہیں۔ گو یہ حوالہ پہلے کچھ حد تک بیان ہو چکا ہے لیکن حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے حوالے سے نہیں بیان ہوا تھا۔ بہرحال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ جب تم مدینہ سے دو دن کا سفر طے کر لو تو پھر اس خط کو کھول کر اس کی ہدایات کے مطابق عمل درآمد کرنا۔ چنانچہ عبد اللہ اور ان کے ساتھی اپنے آقا کے حکم کے ماتحت روانہ ہو گئے اور جب دو دن کا سفر طے کر چکے تو عبد اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو کھول کر دیکھا تو اس میں یہ الفاظ درج تھے کہ تم مکہ اور طائف کے درمیان وادیٔ نخلہ میں جاؤ اور وہاں جا کر قریش کے حالات کا علم لو اور پھر ہمیں اطلاع لا کر دو اور چونکہ مکہ سے اس قدر قریب ہو کر خبر رسانی کرنے کا کام بڑا نازک تھا۔

آپؐ نے خط کے نیچے یہ ہدایت بھی لکھ دی کہ اِس مشن کے معلوم ہونے کے بعد اگر تمہارا کوئی ساتھی اس پارٹی میں شامل رہنے سے متأمل ہو اور واپس چلا آنا چاہے تو اسے واپس آنے کی اجازت دے دو۔

عبداللہ نے آپؐ کی یہ ہدایت اپنے ساتھیوں کو سنا دی اور سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم بخوشی اس خدمت کے لیے حاضر ہیں۔ اس کے بعد یہ جماعت نخلہ کی طرف روانہ ہوئی۔ راستہ میں جب مقام بُحْرَان میں پہنچے تو سعد بن ابی وقاص اور عُتبہ بن غَزْوَان کا اونٹ کھو گیا اور وہ اس کی تلاش کرتے کرتے اپنے ساتھیوں سے بچھڑ گئے اور باوجود بہت تلاش کے انہیں نہ مل سکے اور اب یہ پارٹی صرف چھ کس کی رہ گئی۔ (سعد بن ابی وقاص کے ضمن میں اس کا کچھ حصہ بیان ہوا تھا۔)

پھر لکھتے ہیں کہ مسٹر مارگولیس اس موقع پر لکھتے ہیں کہ سعد بن ابی وقاص اور عتبہ نے جان بوجھ کر اپنا اونٹ چھوڑ دیا اور اس بہانہ سے پیچھے رہ گئے۔ آپ لکھتے ہیں کہ ان جاں نثارانِ اسلام پر جن کی زندگی کا ایک ایک واقعہ ان کی شجاعت اور فدائیت پر شاہد ہے اور جن میں سے ایک غزوہ بئرِ معونہ میں کفار کے ہاتھوں شہید ہوا اور دوسرا کئی خطرناک معرکوں میں نمایاں حصہ لے کر بالآخر عراق کا فاتح بنا، اس قسم کا شبہ کرنا اور شبہ بھی محض اپنے من گھڑت خیالات کی بنا پر کرنا مسٹر مارگولیس ہی کا حصہ ہے۔ لکھتے ہیں کہ پھر لطف یہ ہے کہ مارگولیس صاحب اپنی کتاب میں دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ مَیں نے یہ کتاب ہر قسم کے تعصّب سے پاک ہو کر لکھی ہے۔ بہرحال یہ جملہ معترضہ تھا۔ لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی یہ چھوٹی سی جماعت نخلہ پہنچی اور اپنے کام میں مصروف ہو گئی اور ان میں سے بعض نے اخفائے راز کے خیال سے اپنے سر کے بال منڈوا دیے تا کہ راہگیر وغیرہ ان کو عمرہ کے خیال سے آئے ہوئے لوگ سمجھ کر کسی قسم کا شبہ نہ کریں لیکن ابھی ان کو وہاں پہنچے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اچانک وہاں قریش کا ایک چھوٹا سا قافلہ بھی آن پہنچا جو طائف سے مکہ کی طرف جا رہا تھا اور ہر دو جماعتیں ایک دوسرے کے سامنے ہو گئیں۔ مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خفیہ خبر رسانی کے لیے بھیجا تھا لیکن دوسری طرف قریش سے جنگ شروع ہو چکی تھی اور اب دونوں حریف ایک دوسرے کے سامنے تھے

اور پھر طبعاً یہ اندیشہ بھی تھا کہ اب جو قریش کے ان قافلہ والوں نے مسلمانوں کو دیکھ لیا ہے تو اس خبر رسانی کا راز بھی مخفی نہ رہ سکے گا۔ ایک دقّت یہ بھی تھی کہ بعض مسلمانوں کو خیال تھا کہ شاید یہ دن رجب یعنی شہرحرام کا آخری ہے جس میں عرب کے قدیم دستور کے مطابق لڑائی نہیں ہونی چاہیے اور بعض سمجھتے تھے کہ رجب گزر چکا ہے اور شعبان شروع ہے اور بعض روایات میں ہے کہ یہ سریہ جُمَادَی الآخِر میں بھیجا گیا تھا اور شک یہ تھا کہ یہ دن جُمَادَی کا ہے یا رَجَبْ کا۔ لیکن دوسری طرف نخلہ کی وادی عین حرم کے علاقہ کی حد پر واقع تھی اور یہ ظاہر تھا کہ اگر آج ہی کوئی فیصلہ نہ ہوا تو کل کو یہ قافلہ حرم کے علاقہ میں داخل ہو جائے گا جس کی حرمت یقینی ہو گی۔ غرض ان سب باتوں کو سوچ کر مسلمانوں نے آخر یہی فیصلہ کیا کہ قافلہ پر حملہ کر کے یا تو قافلہ والوں کو قید کر لیا جاوے اور یا مار دیا جاوے۔ چنانچہ انہوں نے اللہ کا نام لے کر حملہ کر دیا جس کے نتیجہ میں کفّار کا ایک آدمی جس کا نام عمرو بن حضرمی تھا مارا گیا اور دو آدمی قید ہو گئے لیکن بدقسمتی سے چوتھا آدمی بھاگ کر نکل گیا اور مسلمان اسے پکڑ نہ سکے اور اس طرح ان کی تجویز کامیاب ہوتے ہوتے رہ گئی۔ اس کے بعد مسلمانوں نے قافلہ کے سامان پر قبضہ کر لیا اور چونکہ قریش کا ایک آدمی بچ کر نکل گیا تھا اور یقین تھا کہ اس لڑائی کی خبر جلدی مکہ پہنچ جائے گی۔ عبداللہ بن جحش اور اُن کے ساتھی سامان غنیمت لے کر جلدی جلدی مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔

لکھتے ہیں کہ مسٹر مارگولیس اس موقع پر لکھتے ہیں کہ دراصل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ دستہ دیدہ دانستہ اس نیت سے شہرحرام میں بھیجا تھا کہ چونکہ اس مہینہ میں قریش طبعاً غافل ہوں گے۔ مسلمانوں کو ان کے قافلوں کو لوٹنے کا آسان اور یقینی موقع مل جائے گا لیکن ہر عقل مند انسان سمجھ سکتا ہے کہ ایسی مختصر پارٹی کو اتنے دُور دراز علاقہ میں کسی قافلہ کی غارت گری کے لیے نہیں بھیجا جا سکتا خصوصاً جبکہ دشمن کا ہیڈ کوارٹر اتنا قریب ہو اور پھر یہ بات تاریخ سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ یہ پارٹی محض خبر رسانی کی غرض سے بھیجی گئی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ علم ہوا کہ صحابہؓ نے قافلہ پر حملہ کیا تھا تو آپؐ سخت ناراض ہوئے۔ چنانچہ روایت ہے کہ

جب یہ جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ کو سارے ماجرا کی اطلاع ہوئی تو آپؐ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ میں نے تمہیں شہرحرام میں لڑنے کی اجازت نہیں دی ہوئی۔ اور آپؐ نے مالِ غنیمت لینے سے انکار کر دیا۔

اس پر حضرت عبداللہؓ اور ان کے ساتھی سخت نادم اور پشیمان ہوئے۔ اور انہوں نے خیال کیا کہ بس اب ہم خدا اور اس کے رسولؐ کی ناراضگی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔ صحابہؓ نے بھی ان کو سخت ملامت کی اور کہا کہ تم نے وہ کام کیا جس کا تم کو حکم نہیں دیا گیا تھا اور تم نے شہرحرام میں لڑائی کی حالانکہ اس مہم میں تو تم کو مطلقاً لڑائی کا حکم نہیں تھا۔ دوسری طرف قریش نے بھی شور مچایا کہ مسلمانوں نے شہرحرام کی حرمت کو توڑ دیا ہے اور چونکہ جو شخص مارا گیا تھا یعنی عمرو بن حضرمی وہ ایک رئیس آدمی تھا اور پھر وہ عتبہ بن ربیعہ رئیسِ مکہ کا حلیف بھی تھا اس لیے بھی اس واقعہ نے قریش کی آتش غضب کو بہت بھڑکا دیا اور انہوں نے آگے سے بھی زیادہ جوش وخروش کے ساتھ مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی۔ چنانچہ جنگ بدر زیادہ تر قریش کی اسی تیاری اور جوشِ عداوت کا نتیجہ تھا۔ الغرض اس واقعہ پر مسلمانوں اور کفار ہر دو میں بہت چہ میگوئیاں ہوئیں اور بالآخر ذیل کی قرآنی وحی نازل ہو کر مسلمانوں کی تشفی کا موجب ہوئی۔ اور وہ یہ ہے کہ

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الشَّہۡرِ الۡحَرَامِ قِتَالٍ فِیۡہِ ؕ قُلۡ قِتَالٌ فِیۡہِ کَبِیۡرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَکُفۡرٌۢ بِہٖ وَالۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ٭ وَاِخۡرَاجُ اَہۡلِہٖ مِنۡہُ اَکۡبَرُ عِنۡدَ اللّٰہِ ۚ وَالۡفِتۡنَۃُ اَکۡبَرُ مِنَ الۡقَتۡلِ ؕ وَلَا یَزَالُوۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ حَتّٰی یَرُدُّوۡکُمۡ عَنۡ دِیۡنِکُمۡ اِنِ اسۡتَطَاعُوۡا (البقرہ:218)

یعنی لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ شہرحرام میں لڑنا کیسا ہے؟ تُو ان کو جواب دے کہ بے شک شہرحرام میں لڑنا بہت بری بات ہے لیکن شہرحرام میں خدا کے دین سے لوگوں کو جبراً روکنا بلکہ شہرحرام اور مسجد حرام دونوں کا کفر کرنا یعنی ان کی حرمت کو توڑنا اور پھر حرم کے علاقہ سے اس کے رہنے والوں کو بزور نکالنا جیسا کہ اے مشرکو! تم لوگ کر رہے ہو یہ سب باتیں خدا کے نزدیک شہرحرام میں لڑنے کی نسبت بھی زیادہ بری ہیں اور یقیناً شہرحرام میں ملک کے اندر فتنہ پیدا کرنا اس قتل سے بدتر ہے جو فتنہ کو روکنے کے لیے کیا جاوے۔ اور اے مسلمانو! کفار کا تو یہ حال ہے کہ وہ تمہاری عداوت میں اتنے اندھے ہو رہے ہیں کہ کسی وقت اور کسی جگہ بھی وہ تمہارے ساتھ لڑنے سے باز نہیں آئیں گے اور وہ اپنی یہ لڑائی جاری رکھیں گے حتیٰ کہ تمہیں تمہارے دین سے پھیر دیں بشرطیکہ وہ اس کی طاقت پائیں۔

چنانچہ

تاریخ سے ثابت ہے کہ اسلام کے خلاف رؤسائے قریش اپنے خونی پراپیگنڈا کو اشہر حرام میں بھی برابر جاری رکھتے تھے بلکہ اشہر حرم کے اجتماعوں اور سفروں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ ان مہینوں میں اپنی مفسدانہ کارروائیوں میں اور بھی زیادہ تیز ہو جاتے تھے اور پھر کمال بے حیائی سے اپنے دل کو جھوٹی تسلی دینے کے لیے وہ عزت کے مہینوں کو اپنی جگہ سے ادھر ادھر منتقل بھی کر دیا کرتے تھے جسے وہ نَسِئی کے نام سے پکارتے تھے

اور پھر آگے چل کر تو انہوں نے غضب ہی کر دیا کہ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں باوجود پختہ عہد و پیمان کے کفّارِ مکہ اور ان کے ساتھیوں نے حرم کے علاقہ میں مسلمانوں کے ایک حلیف قبیلہ کے خلاف تلوار چلائی۔ پھر جب مسلمان اس قبیلہ کی حمایت میں نکلے تو ان کے خلاف بھی عین حرم میں تلوار استعمال کی۔ پس اس جواب سے مسلمانوں کی تو تسلی ہونی ہی تھی قریش بھی کچھ ٹھنڈے پڑ گئے اور اس دوران میں اُن کے آدمی بھی اپنے دو قیدیوں کو چھڑوانے کے لیے مدینہ پہنچ گئے لیکن چونکہ ابھی تک سعد بن ابی وقاص اور عتبہ واپس نہیں آئے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے متعلق سخت خدشہ تھا کہ اگر وہ قریش کے ہاتھ پڑ گئے تو وہ قریش

انہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی واپسی تک قیدیوں کو چھوڑنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میرے آدمی بخیریت مدینہ پہنچ جائیں گے تو پھر میں تمہارے آدمیوں کو چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ جب وہ دونوں واپس پہنچ گئے تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فدیہ لے کر دونوں قیدیوں کو چھوڑ دیا لیکن

ان قیدیوں میں سے ایک شخص پر مدینہ کے قیام کے دوران میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ فاضلہ اور اسلامی تعلیم کی صداقت کا اس قدر گہرا اثر ہو چکا تھا کہ اس نے آزاد ہو کر بھی واپس جانے سے انکار کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر آپؐ کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہو گیا اور بالآخر بئر معونہ میں شہید ہوا۔ اس کا نام حَکَم بن کَیْسَان تھا۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اےؓ صفحہ 330 تا 334)

حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی تلوار غزوہ احد کے دن ٹوٹ گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عُرجون یعنی کھجور کی ایک شاخ مرحمت فرمائی۔ پس وہ آپؓ کے ہاتھ میں تلوار کی طرح ہو گئی۔ اسی دن سے آپؓ عُرجُون کے لقب سے مشہور ہوئے۔

(اسد الغابة فی معرفة الصحابة جلد ۳ صفحہ ۱۹۶ عَبْدُ اللّٰہِ بِنْ جَحَش، دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۳ء)

ابو نعیم کہتے ہیں کہ

حضرت عبداللہ بن جحش اپنے رب کی قسم اٹھانے والے اور محبتِ الٰہی کو قلب میں جگہ دینے والے اور سب سے پہلے اسلامی جھنڈا قائم کرنے والے تھے۔

(حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء جلد ۱ صفحہ ۱۰۸ عَبْدُ اللّٰہِ بِنْ جَحَش۔ دار الفکر بیروت ۱۹۹۶ء)

امام شعبیؒ سے روایت ہے کہ میرے پاس بنی عامر اور بنی اسد کے دو آدمی آپس میں فخر و مباہات کا اظہار کرتے ہوئے آئے۔ بنی عامر کے شخص نے بنی اسد کے شخص کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ اسدی کہہ رہا تھا کہ میرا ہاتھ چھوڑ دو جبکہ عامری کہہ رہا تھا کہ خدا کی قسم! میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا تو امام شعبی کہتے ہیں کہ مَیں نے اسے کہا کہ اے بنی عامر کے بھائی! اس کو چھوڑ دو اور اسدی سے کہا کہ

تمہاری چھ خوبیاں ایسی ہیں جو پورے عرب میں کسی میں نہیں ہیں۔

وہ یہ ہیں۔ نمبر ایک: کہ تم میں سے ایک خاتون سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے کروا دیا اور ان دونوں کے درمیان سفیر حضرت جبرئیل تھے اور وہ خاتون حضرت زینب بنت جحشؓ تھیں اور یہ تمہاری قوم کے لیے فخر کی بات ہے۔ نمبر دو: تم میں سے ایک شخص تھا جو کہ جنتی تھا مگر پھر بھی زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتا تھا اور وہ حضرت عکاشہ بن محصنؓ تھے اور یہ تمہاری قوم کے لیے فخر کی بات ہے۔ نمبر تین: اور

اسلام میں سب سے پہلا عَلَم یعنی جھنڈا جو دیا گیا وہ بھی تم میں سے ایک شخص حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو دیا گیا اور یہ تمہاری قوم کے لیے فخر کی بات ہے۔ نمبر چار: سب سے پہلا مالِ غنیمت جو اسلام میں تقسیم ہوا وہ عبداللہ بن جحش کا مالِ غنیمت ہے۔

نمبر پانچ: اور بیعتِ رضوان میں جس شخص نے سب سے پہلے بیعت کی وہ تمہاری قوم کا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا ہاتھ بڑھائیں تا کہ میں آپؐ کی بیعت کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کس بات پر میری بیعت کرو گے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جو آپؐ کے دل میں ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا میرے دل میں کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا فتح یا شہادت۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت اَبُو سِنَانؓ نے بیعت کی۔ اس کے بعد لوگ آتے اور کہتے کہ حضرت اَبُو سِنَانؓ والی بیعت پر ہم بھی بیعت کرتے ہیں اور یہ تمہاری قوم کے لیے فخر کی بات ہے۔ نمبر چھ: اور جنگِ بدر کے دن سات مہاجرین تمہاری قوم کے تھے اور یہ تمہاری قوم کے لیے فخر کی بات ہے۔

(حلیة الاولیاء وطبقات الاصفیاء جلد ۴ صفحہ ۳۱۵-۳۱۶ عامر بن شراحیل الشعبی۔ دار الفکر بیروت ۱۹۹۶ء)

پھر ایک روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ جب اُحُد کے دن شہید ہوئے تو حضرت زینب بنت خُزَیْمَہؓ آپ کے نکاح میں تھیں۔ ان کی شہادت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب بنت خُزَیْمَہؓ سے شادی کر لی۔ آپؓ آٹھ ماہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں رہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دو تین ماہ رہیں اور ماہ ربیع الآخر کے آخر میں آپؓ کی وفات ہو گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کا جنازہ پڑھا اور جنت البقیع میں دفن کیا۔

(إمتاع الاسماع جلد ۶ صفحہ ۵۲ ام المؤمنین زینب بنت خزیمہ، دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۹ء)

باقی ذکر جیسا کہ میں نے کہا پہلے ہو چکا ہے۔

اگلا ذکر حضرت صالح شُقرانؓ کا ہے۔

بعض کے نزدیک حضرت شُقرانؓ اور حضرت ام ایمنؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے والد کی طرف سے ورثہ میں ملے تھے۔ (الاصابة فی تمییز الصحابة الجزء الثالث صفحہ ۲۸۴ ''شقران''۔ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۵ء) غلام تھے۔ غزوۂ بدر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد فرما دیا تھا۔ (اسد الغابہ فی معرفة الصحابہ جزء ۲ صفحہ ۶۳۶ شقران دار الکتب العلمیة بیروت ۲۰۰۳ء)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جن اشخاص کو غسل دینے کی سعادت نصیب ہوئی ان میں حضرت صالح شُقرَانؓ بھی تھے نیز ان کے علاوہ آٹھ اہل بیت اَور بھی تھے۔

(الطبقات الکبریٰ جزء ۳ صفحہ ۳۶-۳۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی ۱۹۹۶ء)

مسند امام احمد بن حنبل کی روایت ہے کہ حضرت صالح کو ایک سعادت اَور حاصل ہے۔ وہی جو غسل کے بارے میں ذکر ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب غسل دیا جا رہا تھا تو اس وقت جو اصحاب پانی انڈیل رہے تھے ان میں حضرت صالح شقرانؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ تھے۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کے لیے اکٹھے ہوئے تو گھر میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ ہی تھے۔ آپؐ کے چچا حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ، حضرت فضل بن عباسؓ، حضرت قُثَم بن عباسؓ، حضرت اسامہ بن زیدؓ اور حضرت صالح شقرانؓ، آپؐ کے آزاد کردہ غلام۔ اسی دوران گھر کے دروازے پر کھڑے بنو عوف بن خزرج کے حضرت اوس بن خَوْلِی انصاریؓ جو بدر میں شامل تھے انہوں نے حضرت علیؓ کو پکار کر کہا اے علی! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہمارا حصہ بھی رکھنا۔ حضرت علیؓ نے ان سے فرمایا: اندر آ جاؤ۔ چنانچہ وہ بھی داخل ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کے موقع پر موجود تھے مگر انہوں نے غسل دینے میں شرکت نہیں کی۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینے سے سہارا دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض آپ پر ہی تھی اور حضرت عباسؓ، فضل اور قُثَم حضرت علیؓ کے ساتھ پہلو مبارک بدل رہے تھے اور حضرت اسامہؓ اور صالح شقرانؓ پانی ڈال رہے تھے اور حضرت علیؓ آپؐ کو غسل دینے لگے۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۶۸۲-۶۸۳ حدیث نمبر ۲۳۵۷ عالم الکتب بیروت لبنان مطبوعہ ۱۹۹۸ء)

علامہ بلاذریؒ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت شقرانؓ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن بن شُقران کو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی طرف روانہ کیا اور لکھا کہ

میں تمہاری طرف ایک صالح آدمی عبدالرحمٰن بن صالح شُقران، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے، کو بھیج رہا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ان کے والد کے مقام کا لحاظ رکھتے ہوئے اس سے سلوک کرنا۔

(الاصابة فی تمییز الصحابہ الجزء الخامس صفحہ ۳۱، عبد الرحمان بن شقران۔ دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۵ء)

ایک روایت ہے کہ علامہ بَغْوِی کہتے ہیں کہ حضرت شُقرانؓ نے مدینہ میں رہائش اختیار کی تھی اور آپؓ کا ایک گھر بصرہ میں بھی تھا۔

(الاصابة فی تمییز الصحابة الجزء الثالث صفحہ ۲۸۵ ''شقران'' دار الکتب العلمیة بیروت ۱۹۹۵ء)

حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں آپؓ کی وفات ہوئی۔

(امتاع الاسماع جلد ۶ صفحہ ۳۱۶ فصل فی ذکر موالی رسول اللہ ﷺ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۹ء)

ان کے خاندان کا آخری فرد ہارون الرشید کے عہد میں مدینہ میں فوت ہوا۔ اسی طرح بصرہ میں بھی ان کے خاندان کا ایک شخص رہتا تھا۔ مصعب کہتے ہیں کہ اس کی نسل آگے چلی یا نہیں اس کا مجھے علم نہیں۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد ۲ صفحہ ۶۳۶ ''شقران'' دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۳ء)

حضرت صالح شقرانؓ سے مروی ہے کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک گدھے پر سوار خیبر کی طرف جاتے ہوئے دیکھا۔ آپؐ اشارے سے نماز ادا فرما رہے تھے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۵ صفحہ ۵۰۵-۵۰۶ حدیث شقران مولیٰ رسول للہ حدیث نمبر ۱۶۱۱۳ عالم الکتب بیروت ۱۹۹۸ء) یعنی سواری پر بیٹھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ بھی ایک مسئلہ ہے کہ سواری پر نماز ادا کی جا سکتی ہے کہ نہیں؟

حضرت مالِک بن دُخْشُمؓ

یہ بھی ایک صحابی ہیں جن کے ذکر کا کچھ حصہ رہتا ہے۔ ان کے بارے میں لکھا ہے کہ حضرت مالک بن دُخْشُم کا نام مالك بن دُخَيْشِنْ اور ابنِ دُخْشُنْ بھی بیان ہوا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصلاۃ باب المساجد فی البیوت، حدیث نمبر ۴۲۵)

(مطالع الانوار علی صحاح الآثار جلد ۳ صفحہ ۶۲ وزارۃ الاوقاف قطر ۲۰۱۲ از مکتبۃ الشاملۃ)

آپؓ کے والد کا نام دُخْشُم بن مَرْضَخَہ تھا جبکہ ان کا نام دُخْشُم بن مالِك بن دُخْشُم بن مَرْضَخَہ بھی بیان ہوا ہے۔ آپؓ کی والدہ کا نام عُمیرہ بنت سعد تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۳ صفحہ ۴۱۴، مالك بن دخشم، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء)

(سیرت ابن ہشام جلد ۲ صفحہ ۳۳۶، زیر عنوان من بنی دعد، دار الکتاب العربی بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء)

حضرت مالکؓ کی شادی جمیلہ بنت اُبَیِّ بنِ سَلُول سے ہوئی جو رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول کی ہمشیرہ تھیں۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جزء ۷ صفحہ ۵۲-۵۳، جمیلہ بنت ابی بن سلول، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۴ء)

سُہَیل بن عَمرو کو قیدی بنانے کے موقع پر حضرت مالکؓ نے یہ اشعار کہے تھے

اَسَرْتُ سُهَيْلًا فَلَا اَبْتَغِيْ اَسِيْرًا بِهٖ مِنْ جَمِيْعِ الْاُمَمْ
وَخِنْدَفُ تَعْلَمُ اَنَّ الْفَتٰى فَتَاهَا سُهَيْلٌ اِذَا يُظَّلَمْ
ضَرَبْتُ بِذِى الشَّفْرِ حَتّٰى انْثَنٰى وَ اَكْرَهْتُ نَفْسِیْ عَلٰى ذِى الْعَلَمْ

کہ میں نے سُہیل کو قیدی بنایا اور اس کے بدلہ میں تمام اقوام سے کسی کو بھی قیدی نہیں بنانا چاہتا۔ بنو خِنْدَف جانتے ہیں کہ سُہَیل ہی اپنے قبیلہ کا جوانمرد ہے جب ان پر ظلم کیا جائے۔ مَیں نے جھنڈے والے پر وار کیا یہاں تک کہ وہ جھک گیا اور میں نے کٹے ہوئے ہونٹ والے سے، مراد سُہَیل بن عَمرو سے تھا، جنگ کرنے پر اپنے آپ کو مجبور کیا۔

(سیرت ابن ہشام جزء ۲ صفحہ ۲۹۰-۲۹۱، زیر عنوان امر سہیل بن عمرو و فداؤہ۔ دار الکتاب العربی بیروت ۱۹۹۰ء)

غزوۂ بدر کے قیدیوں کے حوالے سے اُسْدُ الْغَابَہ میں ایک روایت ہے کہ ابوصالح حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابویُسر مالک بن دُخْشُم عَوفی اور طارق بن عُبَید انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو اِس جنگ میں کسی کو قتل کرے گا اسے اتنا ملے گا اور جو کسی کو قید کرے گا اسے اتنا ملے گا اور ہم نے ستّر لوگوں کو قتل کیا اور ستّر کو قید کیا۔ اس پر حضرت سعد بن معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم بھی ان لوگوں کی طرح کر سکتے تھے مگر ہم نے صرف اس وجہ سے نہیں کیا کیونکہ ہم مسلمانوں کی پیچھے کی طرف سے حفاظت کر رہے تھے۔ غنیمتیں تھوڑی ہیں اور لوگ بہت ہیں۔ اگر آپؐ ان لوگوں کو اتنا دیں گے جس قدر آپؐ نے وعدہ کیا ہے تو بعض لوگوں کے حصہ میں کچھ بھی نہیں آئے گا۔ پس یہ لوگ باتیں کرتے رہے کہ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی کہ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (الانفال:2) کہ اے رسول! لوگ تجھ سے اموال غنیمت کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ تو ان سے کہہ دے کہ اموالِ غنیمت اللہ اور اس کے رسولؐ کے ہیں۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد ۳ صفحہ ۶۹-۷۰، طارق بن عبید، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

غزوۂ احد کے دن حضرت مالِک بن دُخْشُمؓ حضرت خارِجہ بن زیدؓ کے پاس سے گزرے۔ حضرت خارجہؓ زخموں سے چُور بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کو تیرہ کے قریب مہلک زخم آئے تھے۔ حضرت مالکؓ نے ان سے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیے گئے ہیں۔ حضرت خارجہؓ نے کہا اگر آپؐ کو شہید کر دیا گیا ہے تو یقیناً اللہ زندہ ہے اور وہ نہیں مرے گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام پہنچا دیا ہے۔ فَقَاتِلْ عَنْ دِيْنِكَ اس لیے تم بھی اپنے دین کے لیے قتال کرو۔

(کتاب المغازی للواقدی المجلد الاول صفحہ ۲۸۰ ''غزوۃ احد'' عالم الکتب۔ ۱۹۸۴ء)

ایک دوسری روایت میں اس واقعہ کا ذکر یوں ملتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہید ہونے کی افواہ پھیلی تو حضرت مالک بن دخشمؓ حضرت خارجہ بن زیدؓ کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے سینے پر تیرہ مہلک زخم آئے تھے۔ حضرت مالکؓ نے ان سے کہا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیے گئے ہیں۔ حضرت خارجہؓ نے جواب دیا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو یقیناً اللہ زندہ ہے اور وہ کبھی نہیں مرے گا۔ یقیناً انہوں نے پیغام یعنی اسلام کا پیغام پہنچا دیا ہے۔ پس اپنے دین کی خاطر لڑو۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت مالکؓ حضرت سعد بن ربیعؓ کے پاس سے گزرے اور ان کو بارہ مہلک زخم آئے تھے۔ حضرت مالکؓ نے حضرت سعدؓ سے کہا۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے جواب دیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے پیغام کو پہنچا دیا ہے۔ پس اپنے دین کی خاطر لڑو کیونکہ اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہیں مرے گا۔

(امتاع الاسماع جلد ۱ صفحہ ۱۶۵، غزوہ احد، زیر عنوان خبر خارجہ بن زید)

ایک روایت میں بیان ہے کہ ان لوگوں میں سے اکثر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ یعنی حضرت مالک بن دخشمؓ منافقین کی پناہ گاہ ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ نماز نہیں پڑھتا؟ تم کہتے ہو منافق ہے تو وہ نماز نہیں پڑھتا؟ لوگوں نے عرض کیا جی۔ یا رسول اللہؐ نماز تو پڑھتا ہے مگر وہ ایسی نماز ہے جس میں کوئی خیر نہیں ہے۔ اس پر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا
مجھے نماز پڑھنے والوں کے قتل سے منع کیا گیا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی باب العین، ما اسند عتبان بن مالك، روایت نمبر ۴۴ جزء ۱۸ صفحہ ۲۶، مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ)

یہ آج کل کے مسلمانوں کے لیے بھی سبق ہے۔

ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مالک بن دُخْشُمؓ کے ساتھ حضرت مَعْن بن عَدِیؓ کے بھائی حضرت عاصم بن عدیؓ کو مسجد ضرار کے منہدم کرنے کے لیے روانہ فرمایا تھا۔

(المنتظم فی تاریخ الملوک والامم از علامہ جوزی، جلد ۵ صفحہ ۲۱۶، عاصم بن عدی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

حضرت مالکؓ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کی نسل نہیں چلی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جزء ۳ صفحہ ۴۱۵، مالك بن دخشم، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، ۱۹۹۰ء)

پھر

حضرت عُکَّاشَہ بن مِحْصَنؓ

کا کچھ تھوڑا سا ذکر ہے۔ ان کا نام عکاشہ تھا۔ مِحْصَن بن حُرْثَان ولدیت تھی۔ ابو محصن ان کی کنیت تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دَور میں بارہ ہجری میں ان کی شہادت ہوئی۔

(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد ۴ صفحہ ۶۴-۶۵، عکاشہ بن محصن، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

امام شعبیؒ نے عکاشہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے کہ

ایک شخص تھا جو کہ جنتی تھا مگر پھر بھی زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتا تھا
اور وہ عکاشہ بن محصن تھے۔

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء جلد ۴ صفحہ ۳۱۵-۳۱۶ عامر بن شراحیل الشعبی۔ دار الفکر بیروت ۱۹۹۶ء)

دو ہجری میں غزوۂ بدر کے فوراً بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن جحشؓ کو ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ اس سریہ میں حضرت عکاشہ بن محصنؓ بھی شامل تھے۔

(السیرۃ الحلبیۃ جز ۳ صفحہ ۲۱۹ سریہ حضرت عبد اللہ بن جحش دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

سیرتِ حلبیہ میں ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل اپنے کمان سے تیر اندازی فرماتے رہے جس کا نام کَتُوم تھا کیونکہ اس سے تیر اندازی کے وقت کوئی آواز نہیں پیدا ہوتی تھی۔ آخر مسلسل تیر اندازی کی وجہ سے اس کمان کا ایک حصہ ٹوٹ گیا۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ یہاں تک کہ آپ کی اس کمان کا ایک سرا ٹوٹ گیا جس میں تانت باندھی جاتی ہے۔غرض مسلسل تیر چلانے سے وہ کمان ٹوٹ گئی۔ آپ کے ہاتھ میں کمان کی بالشت بھر ڈوری باقی رہ گئی۔حضرت عکاشہ بن محصنؓ نے کمان کی ڈوری باندھنے کے لیے وہ آپ سے لی مگر وہ ڈور چھوٹی پڑ گئی اور انہوں نے آپؐ سے عرض کیا یا رسول اللہؐ! یہ ڈور چھوٹی پڑ گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا اسے کھینچو پوری ہو جائے گی۔حضرت عکاشہؓ کہتے ہیں کہ اس ذات کی قَسم! جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے مَیں نے ڈور کھینچی تو وہ کھنچ کر اتنی لمبی ہو گئی کہ میں نے اس سے کمان کے سر پر دو تین بل بھی دیے اور اطمینان سے اس کو باندھ دیا۔

(السیرۃ الحلبیۃ جز ۲ صفحہ ۳۱۱ ''غزوہ اُحد'' دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

ایک روایت ہے کہ

چھ ہجری میں عُیَیْنَہ بن حِصْن نے غطفان کے گھڑ سواروں کے ساتھ غابَہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اونٹنیوں پر حملہ کیا۔

یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ چرا کرتے تھے۔ چراگاہ تھی۔ غابہ میں بَنُو غِفَار کا ایک مرد اور ایک عورت بھی رہتے تھے۔ دشمنوں نے حملہ کر کے مرد کو قتل کر دیا اور عورت کو اونٹنیوں کے ساتھ لے گئے۔ اس واقعہ سے سب سے پہلے باخبر ہونے والے حضرت سَلَمہ بن اَکْوَعؓ تھے۔ وہ صبح کے وقت غابہ کے لیے نکلے اور ان کے ساتھ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کا غلام اور اس کے ساتھ گھوڑا تھا۔ جب وہ ثَنِیَّۃُ الْوَدَاع مقام پر چڑھے تو انہوں نے حملہ آوروں کے بعض گھوڑے دیکھے تو سَلْع پہاڑ کی ایک جانب سے اوپر چڑھے اور پیچھے اپنے لوگوں کو مدد کے لیے پکارا۔ پھر حملہ آور جماعت کے تعاقب میں یہ شکاری جانور کی مانند تیزی سے نکلے یہاں تک کہ ان لوگوں کو جالیا اور ان پر تیر برسانے شروع کر دیے۔ جب بھی گھڑ سوار اُن کی طرف متوجہ ہوتے تو حضرت سَلَمہ بھاگ جاتے اور واپس لَوٹتے اور جب موقع ملتا تو وہ تیر برساتے۔ جب اس واقعہ کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپؐ نے بھی مدینہ میں اعلان کیا کہ خطرہ ہے۔ گھڑ سوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے لگے۔ ان گھڑ سواروں میں حضرت عکاشہ بن محصنؓ اور دیگر صحابہؓ شامل تھے۔ اس معرکہ میں حضرت عکاشہ بن محصنؓ نے اَوْبَار اور اس کے بیٹے عَمرو بن اَوْبَار کو جا لیا۔ وہ دونوں ایک اونٹ پر سوار تھے۔حضرت عکاشہؓ نے ان کو ایک نیزے میں ہی پرو دیا اور دونوں کو قتل کر دیا اور چھینی ہوئی بعض اونٹنیاں واپس لے آئے۔

(سیر أعلام النبلاء جزء ۲ صفحہ ۵تا۱، غزوہ ذی قرد مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۹۹۶ء)

پھر ذکر ہے

حضرت خارجہ بن زیدؓ

کا۔ ان کی کنیت ابوزید تھی۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۳۹۷ ''خارجہ بن زید'' دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء) ایک روایت میں ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ، حضرت سعد بن مُعَاذؓ اور حضرت خارجہ بن زیدؓ نے یہود کے چند علماء سے تورات میں موجود چند باتوں کے متعلق پوچھا جن کا جواب دینے سے ان علماء نے انکار کر دیا اور سچ کو چھپایا، جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا مِنَ الۡبَیِّنٰتِ وَالۡہُدٰی مِنۡۢ بَعۡدِ مَا بَیَّنّٰہُ لِلنَّاسِ فِی الۡکِتٰبِ ۙ اُولٰٓئِکَ یَلۡعَنُہُمُ اللّٰہُ وَیَلۡعَنُہُمُ اللّٰعِنُوۡنَ (البقرہ:160) یقیناً وہ لوگ جو اسے چھپاتے ہیں جو ہم نے واضح نشانات اور کامل ہدایت میں سے نازل کیا ہے اس کے بعد بھی کہ ہم نے کتاب میں اس کو لوگوں کے لیے خوب کھول کر بیان کر دیا تھا۔ یہی ہیں وہ جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور اس پر سب لعنت کرنے والے بھی لعنت کرتے ہیں۔

(تفسیر طبری، الجزء ۳ صفحہ ۲۵۰ مکتبۃ ابن تیمیۃ القاہرۃ)

پھر

حضرت زِیَاد بن لَبِیدؓ

کا ذکر ہے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ ان کا تعلق انصار کے قبیلہ خزرج کی شاخ بنو بَیَاضَہ بن عامر سے تھا۔ آپؓ کی نسل مدینہ اور بغداد میں مقیم تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء ۳ صفحہ ۴۴۸ زیاد بن لبید، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

ان کے بارے میں ضَحَّاكُ بن نُعمان بیان کرتے ہیں کہ مسروق بن وائل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وادیٔ عقیق سے مدینہ آئے۔ (عرب میں کئی وادیوں، کانوں اور دوسری جگہوں کا نام عقیق ہے۔ سب سے مشہور وہ وادیٔ عقیق ہے جو مدینہ کے عین مغرب سے گزرتی ہے۔ بہرحال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ سے مکہ جانے والی سڑک اسی عقیق سے ہوتی ہوئی ذُوالْحُلَیْفَہ پہنچتی تھی۔ لکھنے والے لکھتے ہیں کہ آج کل کا راستہ بھی یہی ہے۔) اور اسلام قبول کیا اور اسلام پر عمدگی سے قائم رہے۔ آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں چاہتا ہوں کہ آپؐ میری قوم میں ایک ایسے آدمی کو بھیجیں جو انہیں اسلام کی طرف بلائے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف حضرت زِیَاد بن لَبِید انصاریؓ کو بھیجا۔

(المعجم الکبیر جزء ۲۰ صفحہ ۳۳۶ حدیث ۷۹۵ من اسمہ مسروق۔ مسروق بن وائل الحضرمی۔ مکتبۃ ابن تیمیۃ القاہرۃ)

(اردو دائرہ معارف اسلام جلد 13 صفحہ 414۔ دانش گاہ پنجاب لاہور 2005ء)

حضرت زیادؓ اکتالیس ہجری میں حضرت معاویہ کے دَورِ حکومت کے شروع میں فوت ہوئے۔ طبرانی کہتے ہیں کہ حضرت زیادؓ کوفہ میں رہے اور مسلم اور اِبْنِ حَبَّان کہتے ہیں کہ آپ شام میں رہے۔ ابن حَبَّان کہتے ہیں کہ آپ فقہاء صحابہ میں سے تھے۔

(تہذیب التہذیب جزء ۱ صفحہ ۶۵۲-۶۵۳ زیاد بن لبید بن ثعلبہ۔ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۲۰۱۴ء)

حضرت زیاد بن لبیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کا ذکر فرمایا اور فرمایا یہ بات علم اٹھ جانے کے وقت ہو گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! علم کیسے چلا جائے گا اور ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں اور ہمارے بچے اپنے بچوں کو قیامت کے دن تک اسے پڑھائیں گے۔ جب قرآن جاری رہے گا تو پھر کس طرح علم اٹھ جائے گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اللہ تیرا بھلا کرے اے زیاد! میں تمہیں مدینہ کے سب سے زیادہ سمجھدار لوگوں میں سے سمجھتا تھا۔ کیا یہود اور نصاریٰ تورات اور انجیل نہیں پڑھتے جو ان دونوں میں ہے لیکن اس کی کسی بات پر عمل نہیں کرتے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب ذَهَابُ الْقُرْآنِ وَالْعِلْمِ حدیث:۴۰۴۸) علم اس وقت اٹھ جائے گا جب قرآن پڑھیں گے تو سہی لیکن مسلمان عمل نہیں کریں گے اور یہی کچھ ہم آج کل دیکھ رہے ہیں۔

پھر یزید بن عبد اللہ بن قُسَیط سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عکرمہ بن ابوجہل کو پانچ سو مسلمانوں کے ساتھ حضرت زیاد بن لبیدؓ اور حضرت مہاجر بن ابی امیہ کی مدد کے لیے بھیجا۔ وہ لشکر کے پاس اس وقت پہنچے جب انہوں نے نُجَیْر جو کہ یمن میں ہے اس کو فتح کر لیا تھا۔ پھر حضرت زیاد بن لبیدؓ نے ان کو مال غنیمت میں سے حصہ دیا۔ فتح کے بعد یہ قافلہ پہنچا تھا۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ حضرت زیادؓ نے اس معاملہ کے بارے میں حضرت ابوبکرؓ کو لکھا تھا۔حضرت ابوبکرؓ نے ان کو جواباً خط لکھا کہ مالِ غنیمت پر صرف اسی کا حق ہے جو جنگ میں شریک ہوا ہے۔ اور ان کے خیال میں عکرمہ کا کوئی حصہ نہیں بنتا کیونکہ وہ اس جنگ میں شامل نہیں ہوئے۔حضرت زیادؓ نے اپنے ساتھیوں سے اس بارے میں بات کی تو انہوں نے عکرمہ اور اس کے لشکر کو دلی خوشی سے اس مالِ غنیمت میں شامل کر لیا۔

(کتاب السنن الکبریٰ۔ جزء ۹ صفحہ ۸۶ کتاب السیر باب الغنیمۃ لمن شهد الوقعۃ۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پھر ذکر ہے

حضرت خالد بن بُکَیرؓ

کا۔ بُکَیر بن عبدِ یالیل ان کی ولدیت تھی۔ قبیلہ بنو سعد سے ہیں جو بنی عدی کے حلیف تھے۔

(اسد الغابۃ جلد ۲ صفحہ ۱۹۴ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ابنِ اسحاق نے کہا ہے کہ ہمیں ایاس اور ان کے بھائیوں عاقل، خالد اور عامر کے علاوہ کوئی بھی چار ایسے بھائی معلوم نہیں جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے ہوں۔ ان چاروں بھائیوں نے اکٹھی ہجرت کی اور مدینہ میں رِفَاعَہ بن عبدالمنذِر کے ہاں قیام کیا۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ الجزء الاول صفحہ ۳۱۰، ایاس بن ابی بکیر، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ابنِ اسحاق کہتے ہیں کہ جنگِ احد کے بعد قبائل عَضَل اور قَارَہ کے چند لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں اسلام کی رغبت ہو رہی ہے آپؐ ہمارے ساتھ اپنے اصحاب میں سے چند لوگ روانہ فرمائیں تا کہ وہ ہماری قوم کو دین کی تعلیم دیں اور قرآن پڑھائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مَرثَد بن ابی مَرثَدؓ کی امارت میں چھ صحابہ کو ان کے ساتھ بھجوا دیا جن میں حضرت خالد بن بُکَیرؓ بھی شامل تھے۔ ان کو ان لوگوں نے بعد میں دھوکے سے شہید بھی کر دیا تھا جو دین سیکھنے کے لیے لے کے گئے تھے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام صفحہ۵۹۱-۵۹۲، ذکر یوم الرجیع فی سنۃ ثلاث، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

پھر

حضرت عمار بن یاسرؓ

کا ذکر ہے۔ ان کی کنیت ابویَقْظَان تھی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۱۸۷ ''عمّار بن یاسر''۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

ان کے بارے میں حضرت مصلح موعودؓ نے تاریخ کی کتابوں سے اخذ کر کے لکھا ہے کہ ''ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عمارؓ نامی غلام کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہ سسکیاں لے رہے تھے اور آنکھیں پونچھ رہے تھے۔ آپؐ نے پوچھا عمار! کیا معاملہ ہے؟ عمار نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! بہت ہی بُرا۔ وہ مجھے مارتے گئے'' یعنی دشمن مارتے گئے ''اور دکھ دیتے گئے اور اُس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک میرے منہ سے آپؐ کے خلاف اور دیوتاؤں کی تائید میں کلمات نہیں نکلوا لئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا لیکن تم اپنے دل میں کیا محسوس کرتے تھے؟ عمار نے کہا دل میں تو ایک غیر متزلزل ایمان محسوس کرتا تھا۔'' گو منہ سے مَیں نے آپؐ کے خلاف کہہ دیا لیکن دل میں میرے ایمان تھا۔ ''آپؐ نے فرمایا

اگر دل ایمان پر مطمئن تھا تو خدا تعالیٰ تمہاری کمزوری کو معاف کر دے گا۔''

(دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم جلد 20 صفحہ 195)

حضرت عمار بن یاسرؓ کی ہجرتِ حبشہ کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ ہجرت حبشہ ثانیہ میں شریک تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد الجزء الثالث صفحہ ۱۸۹ ''عمّار بن یاسر''۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

حضرت عثمانؓ کے زمانۂ خلافت میں ہونے والی شورش کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفہ ثانیؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''جب یہ شورش حد سے بڑھنے لگی اور صحابہؓ کرام کو بھی ایسے خطوط ملنے لگے جن میں گورنروں کی شکایات درج ہوتی تھیں تو انہوں نے مل کر حضرت عثمانؓ سے عرض کیا کہ کیا آپؓ کو معلوم نہیں کہ باہر کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جو رپورٹیں مجھے آتی ہیں وہ تو خیر و عافیت ہی ظاہر کرتی ہیں۔ صحابہؓ نے جواب دیا کہ ہمارے پاس اس اس مضمون کے خطوط باہر سے آتے ہیں اس کی تحقیق ہونی چاہئے۔ حضرت عثمانؓ نے اس پر ان سے مشورہ طلب کیا کہ تحقیق کس طرح کی جاوے اور ان کے مشورہ کے مطابق اسامہ بن زید کو بصرہ کی طرف، محمد بن مسلم کو کوفہ کی طرف، عبداللہ بن عمر کو شام کی طرف، عمار بن یاسر کو مصر کی طرف بھیجا کہ وہاں کے حالات کی تحقیق کر کے رپورٹ کریں کہ آیا واقع میں امراء رعیت پر ظلم کرتے ہیں اور تعدّی سے کام لیتے ہیں اور لوگوں کے حقوق مار لیتے ہیں اور ان چاروں کے علاوہ کچھ اَور لوگ بھی متفرق بلاد کی طرف بھیجے تا کہ وہاں کے حالات سے اطلاع دیں۔ (طبری جلد نمبر ۶ صفحہ ۲۹۴۳ مطبوعہ بیروت)

یہ لوگ گئے اور تحقیق کے بعد واپس آ کر ان سب نے رپورٹ کی کہ سب جگہ امن ہے اور مسلمان بالکل آزادی سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان کے حقوق کو کوئی تلف نہیں کرتا اور حکام عدل و انصاف سے کام لے رہے ہیں۔ مگر عمار بن یاسر نے دیر کی اور ان کی کوئی خبر نہ آئی ...ان کی طرف سے خبر آنے میں اس قدر دیر ہوئی کہ اہلِ مدینہ نے خیال کیا کہ کہیں مارے گئے ہیں مگر

اصل بات یہ تھی کہ وہ اپنی سادگی اور سیاست سے ناواقفیت کی وجہ سے اُن مفسدوں کے پنجہ میں پھنس گئے تھے جو عبداللہ بن سبا کے شاگرد تھے۔

مصر میں چونکہ خود عبداللہ بن سبا موجود تھا اور وہ اس بات سے غافل نہ تھا کہ اگر اس تحقیقاتی وفد نے تمام ملک میں امن و امان کا فیصلہ دیا تو تمام لوگ ہمارے مخالف ہو جاویں گے۔ اس وفد کے بھیجے جانے کا فیصلہ ایسا اچانک ہوُا تھا کہ دوسرے علاقوں میں وہ کوئی انتظام نہیں کر سکا تھا مگر مصر کا انتظام اس کے لئے آسان تھا۔ جونہی عمار بن یاسر مصر میں داخل ہوئے اس نے ان کا استقبال کیا اور والیٔ مصر'' عمرو بن عاص ''کی برائیاں اور مظالم بیان کرنے شروع کئے۔ وہ اس کے لسانی سحر کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکے۔'' ایسی باتیں کیں کہ ان پہ اس کی باتوں کا جادو چل گیا۔ بڑا بولنے والا تھا'' اور بجائے اس کے کہ ایک عام بے لوث تحقیق کرتے۔ والیٔ مصر کے پاس گئے ہی نہیں اور نہ عام تحقیق کی بلکہ اسی مفسد گروہ کے ساتھ چلے گئے اور انہی کے ساتھ مل کر اعتراض کرنے شروع کر دیئے۔

صحابہؓ میں سے اگر کوئی شخص اس مفسد گروہ کے پھندے میں پھنسا ہوُا یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے تو وہ صرف عمار بن یاسر ہیں۔ ان کے سوا کوئی معروف صحابیؓ اس حرکت میں شامل نہیں ہوُا اور اگر کسی کی شمولیت بیان کی گئی ہے تو دوسری روایات سے اس کا رد بھی ہو گیا ہے۔ عمار بن یاسر کا ان لوگوں کے دھوکے میں آ جانا ایک خاص وجہ سے تھا۔'' یہ نہیں تھا کہ خدانخواستہ ان میں منافقت تھی بلکہ وجہ اَور تھی'' اور وہ یہ کہ جب وہ مصر پہنچے تو وہاں پہنچتے ہی بظاہر ثقہ نظر آنے والے اور نہایت طرّار و لسّان لوگوں کی ایک جماعت ان کو ملی جس نے نہایت عمدگی سے ان کے پاس والیٔ مصر کی شکایات بیان کرنی شروع کیں۔ اتفاقاً والی مصر ایک ایسا شخص تھا جو کبھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت مخالف رہ چکا تھا اور اس کی نسبت آپؐ نے فتح مکہ کے وقت حکم دیا تھا کہ خواہ خانہ کعبہ ہی میں کیوں نہ ملے اسے قتل کر دیا جائے اور گو بعد میں آپ'' صلی اللہ علیہ وسلم ''نے اسے معاف کر دیا مگر اس کی پہلی مخالفت کا بعض صحابہؓ کے دل پر جن میں عمار بھی شامل تھے اثر باقی تھا۔ پس ایسے شخص کے خلاف باتیں سن کر عمار بہت جلد متأثر ہو گئے اور ان الزامات کو جو اس پر لگائے جاتے تھے صحیح تسلیم کر لیا اور احساس طبعی سے فائدہ اٹھا کر سبائی یعنی عبداللہ بن سبا کے ساتھی اس کے خلاف اس بات پر خاص زور دیتے تھے۔''

(اسلام میں اختلافات کا آغاز، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 280 تا 281 و 283 تا 284)

ان کے ساتھ یہ بھی مل گئے لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ جنگ صِفِّیْن کے موقع پر حضرت عمار بن یاسرؓ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی چاہنے والے اور مال اور اولاد کی طرف لوٹنے کی خواہش نہ رکھنے والے کہاں ہیں؟ تو آپؓ کے پاس لوگوں کی ایک جماعت آ گئی۔ حضرت عمارؓ نے اُن سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے لوگو! ہمارے ساتھ ان لوگوں کی طرف چلو جو حضرت عثمان بن عفانؓ کے خون کا مطالبہ کر رہے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ مظلوم قتل کئے گئے ہیں۔ اللہ کی قسم! وہ حضرت عثمانؓ کے قتل کا مطالبہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ ان لوگوں نے دنیا کا مزہ چکھ لیا ہے،

یہاں اب ان کو سمجھ آ گئی تھی کہ فتنہ والے کتنا فتنہ پیدا کر رہے ہیں اور پھر کہا کہ اب اس سے یعنی دنیا سے یہ لوگ محبت رکھتے ہیں اور اسی کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ انہوں نے جان لیا ہے کہ حق ان کے ساتھ چمٹ گیا ہے تو وہ حق ان کے اور ان کے دنیاوی امور کے درمیان حائل ہو جائے گا اور ان لوگوں کو اسلام میں کوئی سبقت حاصل نہیں جس کے باعث یہ لوگ لوگوں کی اطاعت اور امارت کے حقدار ہوں۔ ان لوگوں کو تو کوئی سبقت حاصل نہیں ہے کہ ان کو امیر بنایا جائے صرف فتنہ پیدا کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے متبعین کو یہ کہہ کر دھوکا دیا کہ ہمارے امام مظلوم قتل کر دیئے گئے ہیں تا کہ یہ جابر بادشاہ بن جائیں اور یہ ایسی چال ہے جس کے ذریعہ وہ اس حد تک پہنچ گئے ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ اگر یہ لوگ حضرت عثمان کے قصاص کا مطالبہ نہ کرتے تو لوگوں میں سے دو افراد بھی ان کی اتباع نہیں کرتے۔

پھر آپؓ نے کہا کہ اے اللہ! اگر تُو ہماری مدد فرمائے جیسا کہ تُو کئی مرتبہ مدد فرما چکا ہے اور اگر تُو ان کو ان کے مقصد میں کامیاب کرے تو ان کے لیے اس وجہ سے کہ انہوں نے تیرے بندوں میں نئی باتیں پیدا کر دی ہیں ایک دردناک عذاب جمع رکھ۔

(تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۹۸ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۷ء)

محمد بن عمرو وغیرہ سے مروی ہے کہ جنگِ صِفّین میں خوب زوروں کی جنگ ہو رہی تھی اور قریب تھا کہ دونوں فریق فنا ہو جائیں۔ معاویہ نے کہا یہ وہ دن ہے کہ جس میں عرب فنا ہو جائیں گے سوائے اس کے کہ انہیں اس غلام یعنی عمار بن یاسر کی کمزوری پہنچے۔ یعنی حضرت عمارؓ شہید کر دیے جائیں۔ تین دن اور رات شدید جنگ رہی۔ تیسرا دن ہوا تو حضرت عمارؓ نے ہاشم بن عُتبہ بن ابی وقاص سے کہا جن کے پاس اس روز جھنڈا تھا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں مجھے ساتھ لے چلو۔ ہاشم نے کہا اے عمار! آپؓ پر خدا کی رحمت ہو۔ آپ ایسے آدمی ہیں کہ جنگ آپ کو ہلکا اور خفیف سمجھتی ہے۔ مَیں تو جھنڈا اس امید پر لے کر چلوں گا کہ اس کے ذریعہ سے میں اپنی مراد کو پہنچ جاؤں۔ اگر مَیں کمزوری دکھاؤں گا تو پھر بھی موت سے امن میں نہیں ہوں۔ وہ برابر ان کے ساتھ رہے یہاں تک کہ انہوں نے سوار کیا۔ اپنے ساتھ سوار کر لیا۔ پھر حضرت عمارؓ اپنے لشکر میں کھڑے ہوئے۔ ذُوالکلاع اپنے لشکر کے ساتھ ان کے مقابلے پر کھڑا ہوا۔ ان دونوں نے آپس میں جنگ کی اور قتل ہوئے۔ دونوں لشکر برباد ہو گئے۔

حضرت عمارؓ پر حَوِیّ السَّکسَکِیّ اور ابو غَادِیَہ مُزَنی نے حملہ کیا اور ان دونوں نے آپ کو شہید کر دیا۔

اَبُو الغادِیہ سے پوچھا گیا کہ انہوں نے قتل کیسے کیا؟ تو اُس نے کہا کہ جب وہ اپنے لشکر کے ساتھ ہمارے قریب ہوئے اور ہم ان کے قریب ہوئے تو انہوں نے پکارا کہ کوئی مقابلہ کرنے والا ہے۔ سکاسک یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے اس میں سے ایک شخص نکل کر آیا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار چلائی۔ پھر حضرت عمارؓ نے سکسکی کو قتل کر دیا۔ پھر انہوں نے پکارا کہ اب کون مقابلہ کرنا چاہتا ہے؟ حمیر یمن کے ایک قبیلہ کا نام، اس میں سے بھی ایک شخص مقابلے کے لیے گیا۔ دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار چلائی۔ عمار نے حمیری کو قتل کر دیا۔ حمیری نے ان کو زخمی کر دیا تھا۔ پھر انہوں نے پکارا کہ اور کون مقابلہ کرنا چاہتا ہے؟ میں ان کی طرف نکلا۔ یعنی کہتا ہے غلام اور ہم دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار چلائی۔ ان کا ہاتھ کمزور ہو چکا تھا۔ میں نے ان پر خوب زور سے دوسرا وار کیا جس سے وہ گر پڑے۔ پھر میں نے ان پر تلوار سے ایسی ضرب لگائی کہ وہ ٹھنڈے ہو گئے۔ راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت عمارؓ کو شہید کیا گیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سے جو شخص حضرت عمار بن یاسر کی شہادت کو غیر معمولی خیال نہیں کرتا اور اسے اس سے رنج نہیں وہ ضرور غیر ہدایت یافتہ ہے۔

عمار پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جس دن وہ اسلام لائے اور اللہ عمار پر رحم کرے جب چار اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تھا تو یہ چوتھے ہوتے تھے اور پانچ کے ذکر میں یہ پانچویں ہوتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدیم اصحاب میں سے تھے۔ کسی ایک یا دو کو بھی اس میں شک نہ تھا کہ عمار کے لیے بہت سے موقعوں پر جنت واجب ہوئی۔ پس عمار کو جنت مبارک ہو اور ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ عمار حق کے ساتھ اور حق عمار کے ساتھ ہے۔ عمار جہاں کہیں بھی جائیں گے حق کے ساتھ ہی جائیں گے اور عمار کا قاتل آگ میں ہے۔

(الطبقات الکبریٰ جلد ۳ صفحہ ۱۹۷،۱۹۸، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۹۰ء)

سعید بن عبدالرحمٰن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جُنبی ہوں اور مجھے پانی نہیں ملا۔ تو حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے کہا۔ کیا آپؓ کو یاد نہیں کہ ہم یعنی میں اور آپ ایک سفر میں تھے۔ آپؓ نے تو نماز نہ پڑھی اور میں تو مٹی میں جانوروں کی طرح لوٹا اور نماز پڑھ لی۔ گویا پانی نہ ہونے کی وجہ سے تیمم کیا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کا ذکر کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو صرف اس طرح کافی تھا اور آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے۔ پھر ان پر پھونکا اور اپنے منہ اور دونوں ہاتھوں کا مسح کیا۔

(صحیح بخاری کتاب التیمم باب التیمم ھل ینفخ فیھما حدیث نمبر ۳۳۸)

ابووائل کہتے ہیں کہ حضرت عمارؓ نے ہمیں خطبہ دیا اور مختصر دیا اور بلیغ کلام کیا۔ جب وہ منبر سے نیچے اترے تو ہم نے کہا اے اَبُویَقْظَان! آپؓ نے بہت بلیغ کلام کیا ہے لیکن مختصر کیا ہے۔ آپؓ نے اسے لمبا کیوں نہ کیا تو انہوں نے کہا کہ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی کی لمبی نماز اور مختصر خطبہ اس کی عقلمندی کی نشانی ہے۔ پس نماز لمبی کرو اور خطبہ مختصر کرو اور یقیناً بعض بیان تو جادو ہوتے ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب الجمعة باب تخفیف الصلاۃ والخطبة حدیث نمبر ۲۰۰۹)

حسّان بن بلال کہتے ہیں کہ میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا تو اپنی داڑھی میں خلال کیا۔ یعنی انگلیاں داڑھی پہ پھیریں۔ اُن سے کہا گیا یا راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا: کیا آپ اپنی داڑھی کا خلال کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ

میں داڑھی کا خلال کیوں نہ کروں جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو داڑھی کا خلال کرتے دیکھا ہے۔

(جامع ترمذی ابواب الطھارۃ حدیث نمبر ۲۹)

عمرو بن غالب سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس عائشہ رضی اللہ عنہا کی عیب جوئی کی تو انہوں نے کہا۔ دُور ہٹ مردود بدتر۔ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیوی کو اذیّت پہنچا رہا ہے۔

(جامع ترمذی ابواب المناقب عن رسول اللہ ﷺ حدیث نمبر ۳۸۸۸)

تو یہ تھے کچھ ذکر۔ باقی جو رہ گئے ہیں وہ ان شاء اللہ آئندہ ہوں گے۔

ایک افسوس ناک خبر

بھی ہے۔ برکینا فاسو میں ہمارے نو احمدی پرسوں شہید کر دیے گئے۔ بڑا افسوس ناک واقعہ ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اور بڑے ظالمانہ طریقے سے ان کو شہید کیا گیا لیکن

ان کے ایمان کا امتحان بھی تھا اور جس پر وہ ثابت قدم رہے۔

یہ نہیں کہ اندھا دھند فائرنگ کر کے بلکہ ہر ایک کو بلا بلا کر شہید کیا ہے لیکن بہرحال اس کی تفصیلات کچھ آئی ہیں، کچھ آ رہی ہیں۔ اس لیے مَیں ان شاء اللہ ان کا تفصیلی ذکر اگلے جمعہ میں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ان سے رحم کا سلوک فرمائے۔ ان سب کے درجات بلند کرے۔ دعا بھی کرتے رہیں۔ وہاں کے حالات ابھی بھی ٹھیک نہیں۔ جو دہشت گرد آئے تھے وہ دھمکی دے کے گئے ہیں کہ اگر دوبارہ مسجد کھولی تو ہم دوبارہ آئیں گے اور حملہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ وہاں کے احمدیوں کو ان کے شر سے محفوظ رکھے۔ بہرحال تفصیلی ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہفتہ کروں گا۔

(الفضل انٹرنیشنل 3؍ فروری 2023ء صفحہ 5 تا 11)

صلی اللہ علیہ وسلم

ادارہ الفضل کو ملنے والے مضامین میں مضمون نگار یا کمپوزر حضرات نے حضرت محمد کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم یا کمپیوٹرائزڈ ﷺ لکھا ہوتا ہے۔ دونوں طرز سے لکھنا درست ہے۔ لیکن ایک ہی مضمون میں یا ایک پیراگراف میں کچھ جگہ پر صلی اللہ علیہ وسلم کھول کر اور کچھ حصوں میں کمپیوٹرائزڈ طرز پر لکھا جائے تو مضمون میں حسن نہیں رہتا۔ بعض دوست تو ایک ہی سطر میں دونوں طریق پر لکھ رہے ہوتے ہیں۔

کمپوزنگ کرنے والے حضرات و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مضمون میں ایک ہی طرز پر صلی اللہ علیہ وسلم کو کمپوز کریں۔ اگر کھول کر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جائے تو تحریر عمدہ لگتی ہے۔ ہاں صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کرتے وقت ساتھ زیر لب دوہرا بھی لیں تو ثواب کا موجب ہوگا۔

کَانَ اللّٰہُ مَعَکُمْ

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے ایک ورق

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

حالیہ دورۂ امریکہ کی ڈائری

Pizza سے ادائیگی نماز تک

حضور انور کی موجودگی کے بابرکت اثرات محض ان لوگوں پر ہی نہ تھے جو براہ راست آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کر چکے تھے بلکہ کئی رضا کاران اور ایسے احمدیوں پر بھی تھے جو حضور انور کی اقتدا میں نماز پڑھنے کے لیے مسجد آ رہے تھے۔حضور انور کے گزشتہ دورۂ امریکہ کے دوررَس نتائج بھی خوب عیاں تھے۔ ایک خادم جس نے حضور انور کے دورہ کے دوران سیکیورٹی ڈیوٹی کی تھی اس کا نام ذیشان قمر تھا جو ستائیس سال کا ایک خادم تھا۔ اس شام Zion میں اس نے مجھے بتایا کہ کس طرح حضور انور کے گزشتہ دورۂ امریکہ 2018ء کے دوران اس کی زندگی بدل گئی۔ ذیشان صاحب نے کہا جیسا کہ میں انیس سال سے بیس سال کی عمر میں قدم رکھ رہا تھا، اگر میں دیانتداری سے کام لوں تو میں ایمان اور مذہب سے دور جا رہا تھا۔ بلکہ جب میں ابھی طفل ہی تھا تو مجھے یاد ہے کہ کبھی کبھار میں مسجد میں کوئی کھیل کھیل رہا ہوتا اور نماز کا وقت ہو جاتا تو میں واش رومز میں جا کر چھپ جاتا تا کہ مجھے نماز نہ پڑھنی پڑے۔ اب اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ میں اکثر نوے منٹ گاڑی چلا کر باجماعت نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جاتا اور واپس آتا ہوں۔ جب میں اس تبدیلی کے بارے میں سوچتا ہوں تو یہ مجھے بھی حیران کر دیتی ہے۔ ذیشان صاحب نے مزید بتایا کہ حضور انور کا امریکہ کا گزشتہ دورہ 2018ء میرے اندر انقلاب پیدا کرنے والا تھا اگرچہ تب تک مجھے مذہب میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ پھر بھی میں نے فیصلہ کیا کہ (اپنے کام کی جگہ) Pizza Takeout سے رخصت لے کر مسجد جاؤں تا کہ حضور انور کو خوش آمدید کہہ سکوں اور آپ کی اقتدا میں نماز ادا کر سکوں۔ یہ تبدیلی کا لمحہ تھا۔ جونہی میں مسجد میں داخل ہوا میں نے حضور انور کو دیکھا اور آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی تو مجھے سکون اور روحانیت کا ایسا احساس ہوا کہ واپس جانا مشکل ہو گیا۔

ذیشان صاحب نے مزید بتایا کہ انہوں نے حضور انور کے دورہ کے دوران باقاعدہ مسجد آنا شروع کر دیا اور تب سے مستقل اللہ تعالیٰ کے افضال کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ:

’’مجھے پیزا والی نوکری سے نکال دیا گیا کیونکہ میں حضور انور کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لیے مسجد جاتا رہا۔ تاہم کسی طرح بغیر ضروری اور لازمی تعلیم کے مجھے بینک میں ایک نوکری مل گئی۔ اور اب سائبر سیکیورٹی میں کام کر رہا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ حضور انور کی قربت میں رہنے کی وجہ سے تھا اور اپنے عقائد کی بہتر رنگ میں سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی وجہ سے تھا کیونکہ اس کے بعد سے میں ہمیشہ اپنی زندگی میں ایسی برکتیں دیکھ رہا ہوں۔‘‘

میں نے ذیشان صاحب سے پوچھا کہ اس دورہ کے دوران ان کی مسجد میں ڈیوٹی کیسی جا رہی ہے؟ جواب میں انہوں نے بتایا کہ:

’’آپ جانتے ہیں کہ بعض اوقات مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں کہیں دوبارہ غیر روحانی راستے پر واپس نہ چلا جاؤں اور ویسا نہ ہو جاؤں جیسا پہلے تھا۔ تاہم الحمدللہ کچھ نہ کچھ ضرور ایسا ہوتا ہے جو ایمان افروز ہوتا ہے قبل اس کے کہ دوبارہ کمزوریاں جڑ پکڑ جائیں۔ گزشتہ روز میں ڈیوٹی کر رہا تھا اور چند منٹوں کے لیے اپنی پوسٹ خالی چھوڑ دی اور ایک جگہ کو صاف کرنے کے لیے چلا گیا جو مجھے لگا تھا کہ بہت گندی تھی۔ میرا خیال تھا کہ اس جگہ کو صاف کر دوں مبادا حضور انور اس کے پاس سے گزریں اور اس لیے بھی تا کہ مسجد صاف رہے۔ تاہم حفاظت خاص کے میرے کچھ نگرانوں نے میرے پوسٹ چھوڑنے پر ناراضگی کا اظہار کیا جو میرے نزدیک کچھ زیادہ سخت اور غیر ضروری تھا۔ مجھے بعد ازاں مسجد کے دوسرے حصہ میں مقرر کر دیا گیا۔ مجھے پتا نہیں کہ اس کی وجہ کیا تھی لیکن میں اپنے طور پر سمجھ رہا تھا کہ مجھے سزا دی گئی ہے تو میں آگے پیچھے چکر لگا رہا تھا اور اس سب کے بارے میں سوچ رہا تھا جب اچانک حضور انور وہاں تشریف لے آئے جہاں میری ڈیوٹی تھی۔ دس سے پندرہ سیکنڈ کے لیے حضور انور نے میری طرف نظر کرم فرمائی اور مجھے دیکھ کر مسکرائے۔‘‘

ذیشان صاحب نے مزید بتایا کہ:

’’اس لمحہ جب شاید میں کچھ تلخی اختیار کرتا تو وہ سزا مجھے اللہ کے مزید قریب کرنے کا باعث بن گئی۔ اس واقعہ سے میں نے جانا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نیتوں کو جانتا ہے وہ جانتا ہے کہ میرا دل صاف تھا اسی لیے اس نے مجھے بہترین جزا عطا فرمائی کہ مجھے حضور انور کو اس قدر قریب سے دیکھنے کا موقع مل گیا۔‘‘

مجھے ذیشان صاحب کے ساتھ وقت گزارنے کا بہت مزہ آیا اور اس دورہ کے دوران میں ان کو دیکھتا رہا کہ وہ نہایت خوش اسلوبی سے ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے اور جب وہ دوسرے احمدیوں کے ساتھ لائن میں کھڑے ہو کر حضور انور کو دیکھتے تو نہایت خوشی سے حضور انور کی طرف دیکھ کر ہاتھ اٹھا کر سلام کرتے تھے۔

کبھی ترجیحی سلوک کی توقع نہ کریں، اپنی فیملی کی رہنمائی

دورۂ امریکہ کے دوران میری ملاقات کئی رشتہ داروں سے ہوئی جن میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد بھی شامل تھے جو امریکہ یا کینیڈا میں مقیم ہیں۔ ان میں سے چند سیکیورٹی اور انتظامیہ کی ڈیوٹیاں دے رہے تھے۔ بعض مواقع پر مجھے ان میں سے بعض کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملا خاص طور پر ان کے ساتھ جو میرے ہم عمر تھے اور دورہ کے متفرق پہلوؤں پر گفتگو ہوتی رہی۔

ایک شام ایسے ہی ایک رشتہ دار نے بتایا کہ وہ اکثر حضور انور کا بیان فرمودہ خطبہ جمعہ 3؍ ستمبر 2021ء سنتے ہیں جس میں آپ نے میرے بھتیجے سید طالع احمد شہید کا ذکر خیر فرمایا تھا اور خاص طور پر خطبے کے اس حصے کا ذکر کیا جس میں حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افرادِ خاندان کو مخاطب فرمایا اور انہیں تلقین فرمائی کہ ان کا حساب کتاب ان کے اچھے اعمال پر منحصر ہے اور محض ایک نیک اور بزرگ شخص کی اولاد میں سے ہونا ان کے لیے کسی شرف یا سعادت کی وجہ نہیں ہے۔ انہوں نے نہایت افسوس سے اس بات کا اظہار کیا کہ بجائے خلافت کے سلطانِ نصیر بننے کے، چند افراد خاندانِ مسیح موعود علیہ السلام ایسے ہیں جنہوں نے اپنے غلط رویہ اور مادہ پرستی کی وجہ سے حضور انور کو تکلیف پہنچائی ہے۔

جب وہ یہ الفاظ کہہ رہے تھے تو میرے پاس یہ تسلیم کرنے کے سوا

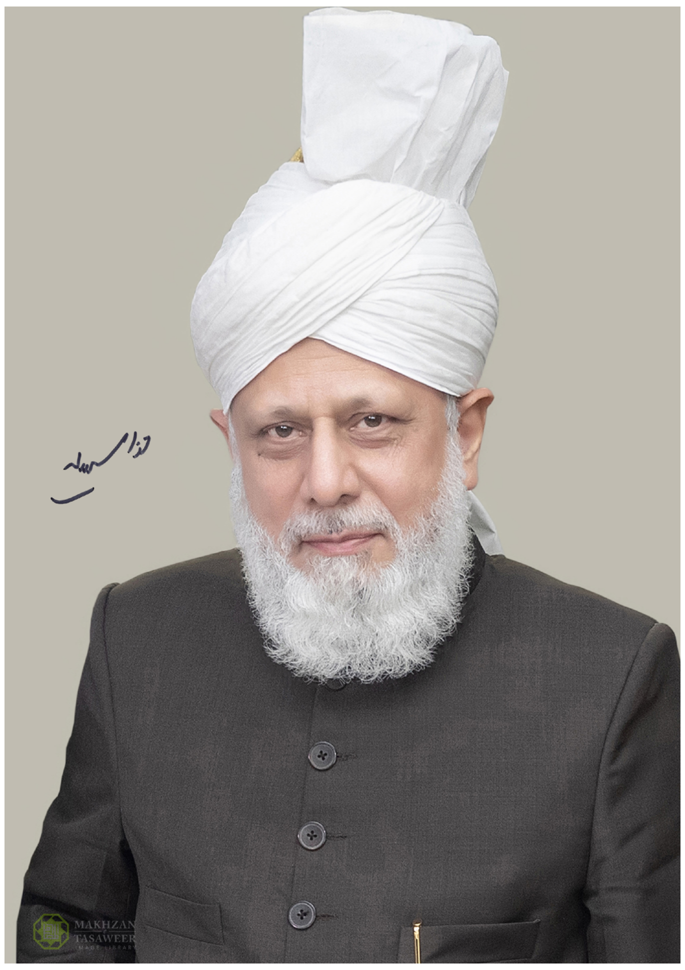

کوئی چارہ نہ تھا اور ان لمحات کے بارے میں سوچ رہا تھا جب حال ہی میں حضور انور نے ناپسندیدگی اور ناراضگی کا اظہار فرمایا تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام کے افرادِ خاندان میں سے چند دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے نہیں ہیں۔

یہ ایسی بات ہے جس پر سوشل میڈیا اور دیگر حلقوں میں اعتراض کیا جاتا ہے کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض افراد کو جماعتی سطح پر نیز حضور انور کی طرف سے امتیازی سلوک سے نوازا جاتا ہے۔ اس کے برعکس میں نے یہ چیز بار بار دیکھی ہے کہ حضور انور کی خواہش اور توقعات، افراد خاندانِ مسیح موعود علیہ السلام سے یہ ہیں کہ وہ عاجزی اور اخلاقیات کا عملی نمونہ بنیں۔

اپنے دور خلافت میں حضور انور نے بارہا خاندان مسیح موعود کے افراد کو ان کے ایمان کی بابت فرائض کی طرف توجہ دلائی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہشات کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ کس طرح حضور انور کے دورۂ امریکہ سے چند ہفتے پہلے حضور انور کے علم میں یہ بات آئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے ایک فرد کو مسجد مبارک اسلام آباد میں نماز پڑھنے کے لئے داخلے کی اجازت نہ مل سکی کیونکہ جگہ کم تھی اور ان سے درخواست کی گئی کہ باہر نماز ادا کریں۔

اس بارے میں حضور انور نے خاکسار سے تفصیل سے گفتگو فرمائی کہ خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے کسی فرد کو اپنے تئیں کوئی خاص مقام یافتہ یا خاص نہیں سمجھنا چاہیے۔ حضور انور نے فرمایا:

’’اگر مسجد میں جگہ نہیں ہے، تو نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد یا سینئر عہدیداران کو اپنے لیے خاص قوانین کی توقع نہیں کرنی چاہیے۔ کسی بھی شخص کو دوسرے سے بہتر سلوک ملنے یا سہولیات لینے کا حق نہیں ہے کیونکہ ان کا تعلق خاندان مسیح موعود یا خلیفہ وقت سے ہے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ اپنے بچوں کو اسی امر پر رہنمائی فرماتے تھے اور نہیں بتاتے تھے کہ انہیں کسی بھی قسم کے ترجیحی سلوک کی توقع نہیں کرنی چاہیے۔ باقی خلفاء نے بھی اپنی فیملیز کو ایسا ہی بتایا ہوگا۔ یقیناً یہ ایسی چیز ہے جو میں اپنے بچوں کو بھی بتاتا ہوں اور باقاعدگی سے یاد دہانی کرواتا رہتا ہوں۔‘‘

حضور انور نے مزید فرمایا ’’اس معاملہ میں حضرت مصلح موعود رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے خوب وضاحت فرمائی ہے اور لوگوں کے سامنے اپنی فیملی کونصیحت فرماتے اور احمدی احباب کو بتاتے کہ وہ ان کے بچوں کو صاحبزادہ کہہ سکتے ہیں اگر وہ واقعی متقی ہیں لیکن اگر ان کے اخلاق اچھے نہیں تو پھر جو بھی ہو، وہ اس عزت کے لائق نہیں ہے۔‘‘

آپ نے مزید فرمایا ’’اگر ایک مخلص احمدی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت کی وجہ سے یا خلیفہ وقت کی محبت کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان میں سے کسی کی عزت کرتا ہے تو وہ ایک الگ بات ہے۔ لیکن کسی کو کبھی بھی یہ توقع نہیں رکھنی چاہئے۔ کہ ان سے خاص سلوک کیا جائے یا ایسی سوچ بھی نہیں ہونی چاہئے۔‘‘

اسی ملاقات میں حضور انور نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک واقعہ کا ذکر فرمایا کہ وہ کس طرح احباب جماعت کی تربیت کرتے تھے۔ حضور انور نے فرمایا:

’’قادیان میں ایک وقت تھا جب جماعت کو مختلف سیکیورٹی خدشات تھے۔ اس لیے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدایات سے نوازا کہ سیکیورٹی بڑھائی جائے اور آپ نے خاص ہدایت فرمائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قبر کے قریب کسی کو جانے کی اجازت نہ ہو گی جب تک اس کو سیکیورٹی کوڈ کا علم نہ ہو۔‘‘

آپ نے مزید فرمایا ’’ایک رات حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود مزار مبارک پر تشریف لے گئے اور ایک خادم ڈیوٹی پر تھا۔ جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے لگے تو اس خادم نے آپ کو روکا اور کوڈ بتائے بغیر اندر جانے سے روک دیا۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے اس خادم سے استفسار فرمایا کہ کیا وہ جانتا ہے کہ آپ کون ہیں۔ اس خادم نے جواب دیا کہ جی حضور! میں آپ کو جانتا ہوں اور میں اپنی زندگی آپ پر قربان کرنے کو تیار ہوں لیکن کوڈ کے بغیر میں آپ کو داخلے کی اجازت نہیں دے سکتا۔‘‘

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ خادم باقیوں کے لیے مثال ہے۔

حضور انور نے فرمایا ’’میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا کہ جب میں ربوہ میں ناظر اعلیٰ تھا تو ڈیوٹی پر مامور ایک خادم نے پاؤں تک میری مکمل تلاشی لی تو اس وقت کے صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان بہت پریشان ہوئے کہ مجھے اس طرح سے چیک کیا گیا ہے اور میرے سے معذرت کی، لیکن مجھے ہرگز برا نہیں لگا۔ جب وہ تلاشی مکمل ہوئی تو میں اندر گیا اور مسجد کے پچھلے حصے میں جہاں میں اکثر بیٹھتا تھا جا کر بیٹھ گیا۔‘‘

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ آج خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی احمدی احباب جو بےنفس ہو کر نہایت خلوص اور محبت سے جماعت کی خدمت کرتے ہیں اور باوجود یہ کہ وہ حضور انور کے ساتھ قریبی رشتہ داروں کا تعلق رکھتے ہیں وہ اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ وہ تمام قواعد و ضوابط کو اختیار کریں اور ان پابندیوں کو بھی جو دوسروں کے لیے لگائی گئی ہوں۔

امسال جلسہ سالانہ یو کے، کے موقع پر محترم ناظر اعلیٰ صاحب ربوہ مکرم سید خالد احمد شاہ صاحب پاکستان سے خاص طور پر جلسہ سالانہ یو کے میں شمولیت اختیار کرنے کے لیے تشریف لائے تھے۔ جب آپ حدیقۃالمہدی میں جلسہ کے پہلے روز تشریف لائے تو آپ کی فیملی میں سے ایک فرد کا کرونا ٹیسٹ مثبت آیا۔ اس کے نتیجہ میں اگرچہ آپ خود negative تھے۔ آپ اپنی رہائش گاہ واپس تشریف لے گئے اور آپ نے اور آپ کی فیملی نے اس جلسہ سالانہ کے جملہ ایام آئسولیشن میں گزارے اور اسی وجہ سے جلسہ سالانہ میں شامل نہ ہو سکے۔ کوئی خاص اجازت نہ دی گئی کہ آپ ناظر اعلیٰ ہیں یا حضور انور کی اہلیہ کے بھائی ہیں۔

اسی طرح دورۂ امریکہ کے دوران دوسرے ہفتے میں ہمیں پتہ چلا کہ محترم امیر صاحب امریکہ ڈاکٹر مکرم ڈاکٹر مرزا مغفور احمد صاحب کا کرونا ٹیسٹ positive آیا ہے۔ یہ ایک پریشان کن خبر تھی، خاص طور پر ایسے حالات میں جب محترم امیر صاحب ہر وقت ماسک پہننے کے حوالہ سے بہت احتیاط کر رہے تھے۔ پھر بھی جونہی ان کا ٹیسٹ positive آیا وہ isolation میں چلے گئے اور اس وقت تک الگ رہے جب تک آپ پوری طرح صحت مند نہیں ہو گئے۔ نہ تو آپ نے کوئی خاص اجازت چاہی اور نہ ہی آپ کو کسی خاص اجازت سے نوازا گیا۔ باوجود یہ کہ آپ حضور انور کے بڑے بھائی اور امیر جماعت امریکہ بھی ہیں۔

ایسے لوگ ہمیشہ ہوتے ہیں جو جماعت میں گروپ بندی کے قائل ہوتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد یا سینیئر عہدیداران سے امتیازی سلوک روا رکھا جانا چاہیے۔ تاہم حقیقت اور سچائی اس سے قدرے مختلف نظر آتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد کے حوالہ سے اپنے دور خلافت میں حضور انور نے بار بار بطور خلیفۂ وقت اور فیملی کے بزرگ کی حیثیت سے اس بات کی یقین دہانی کی کوشش فرمائی ہے کہ وہ سب بحیثیت احباب جماعت اپنے فرائض ادا کرنے والے ہوں اور دوسروں کے لیے مثالی نمونہ بنیں۔

(حضور انور کا دورۂ امریکہ ستمبر- اکتوبر 2022ء از ڈائری عابد خان صاحب)

(باتعاون: مظفرہ ثروت۔ جرمنی)

م م محمود

سو سال قبل کا الفضل

5/ فروری 1923ء دو شنبہ (سوموار)

مطابق 15/ جمادی الثانی 1341 ہجری

صفحہ اول و دوم پر نظارتِ تالیف و اشاعت (حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ) کی جانب سے 13 تا 27/ جنوری کی رپورٹس از متفرق جماعت ہائے ہندوستان شائع ہوئی ہیں۔

بلادِ خارجیہ کی رپورٹس کے تحت ذکر ہے کہ ’’مولوی عبدالرحیم صاحب نیر واپس لنڈن پہنچ گئے ہیں۔ جیسا کہ پہلے اعلان ہو چکا ہے برلن میں 4/3 ایکڑ زمین مسجد احمدیہ کے لیے مولوی مبارک علی صاحب نے خرید لی ہے۔ نیز مولوی صاحب ٹیچنگز آف اسلام اور تحفہ شہزادہ ویلز کا جرمن میں ترجمہ کروا رہے ہیں۔ بعض جرمن فلاسفر جن کی مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی احمدیت کے قریب آرہے ہیں۔ بلکہ ان کے خطوط سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ احمدیت وہ اسلام ہے جس اسلام کی تلاش میں یہ لوگ سرگرداں تھے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے رعب میں آکر خواجہ کمال الدین صاحب نے لکھا تھا کہ جرمنی میں اسلامی مشن نہیں بلکہ ایک اسلامی علوم کی تعلیم کے لیے ایک انسٹیٹیوشن کھولنا چاہیے۔ جیسا کہ خواجہ صاحب نے عقائدِ احمدیت بغیر احمد علیہ السلام کے ہندوستان اور انگلستان میں پھیلائے اسی طرح غالباً عقائدِ اسلام آپ جرمنی میں بغیر محمد ﷺ (فداہ ابی و امی) کے پھیلانا چاہتے ہیں۔‘‘

علاوہ ازیں جماعت ہائے امریکہ، گولڈ کوسٹ (غانا)، آسٹریلیا اور ماریشس کی مختصر رپورٹس بھی شائع ہوئی ہیں۔ جماعت احمدیہ آسٹریلیا کی رپورٹ کے تحت ذکر ہے کہ ’’حسن موسیٰ خان صاحب ایک دوورقہ اخبار مسلم سن شائن اپنے ہاتھ سے لکھ کر شائع کرتے ہیں اور اخباروں اور بعض واقف کار لوگوں میں تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ عجیب محنت اور شوق ہے۔‘‘

اسی طرح نظارت بیت المال کی بھی ایک مختصر رپورٹ شائع ہوئی ہے۔

صفحہ 3 تا 7 پر ایک مفصل مضمون بعنوان ’’مولوی محمد علی صاحب کے رسالہ ’’آخری نبی‘‘ پر محققانہ نظر‘‘ شائع ہوا ہے۔ مضمون کے آغاز میں محترم خواجہ غلام نبی صاحب (مدیر الفضل) کا ایک نوٹ شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے ذکر کیا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے خاتم النبیین کی بحث میں ’’آخری نبی‘‘ کے نام سے جو رسالہ لکھ کر اپنے سالانہ جلسہ پر تقسیم کیا تھا۔ اس کا جواب قسط وار شائع کیا جارہا ہے اور یہ اس کی قسط اول ہے۔

صفحہ 7 اور 8 پر حضرت ماسٹر عبد الرحمان صاحبؓ سابق مہر سنگھ (بیعت: 1890ء، پیدائش: 1872ء، وفات: جون 1952ء) کا ایک مضمون زیرِ عنوان ’’گورو گرنتھ صاحب کی زبردست پیشگوئی‘‘ شائع ہوا ہے۔ جس میں آپؓ نے گرو گرنتھ صاحب میں مذکور حضرت بابا گرونانکؒ کے چند اشعار کا ذکر کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ حضرت بابا گرونانکؒ نے ان اشعار میں حضرت مسیحِ موعودؑ کی پیشگوئی فرمائی ہے۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ ’’اگرچہ جنم ساکھی بھائی بالا میں صاف طور سے گورونانک صاحب نے بتلا دیا تھا

THE ALFAZL QADIAN
الفضل
Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ ایک عظیم الشان گورو تحصیل بٹالہ میں ہو گا (قادیان) اور پھر نت نیم اور دسویں پادشاہی کے گرنتھ صاحب میں یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ جگت کا عیسیٰ اصلاحِ خلق کے لیے آوے گا۔ جو دشٹوں کو تباہ کرے گا اور نیکوں کی رکھشا کرے گا (دیکھو رسالہ اسلام و گرنتھ) لیکن اب ہم گرنتھ صاحب جی سے حضرت مسیحِ موعود احمد معہود کی پیشگوئی پبلک کے روبرو پیش کرتے ہیں جو حضرت مسیحِ موعودؑ کے سوا کسی اور پر چسپاں ہو ہی نہیں سکتی۔ بعد ازاں آپؓ نے وہ اشعار اور ان سے استدلال تحریر فرمایا ہے۔

صفحہ 8 اور 9 پر ’’آرین تہذیب کا نمونہ‘‘ کے عنوان سے فضل حسین صاحب احمدی مہاجر کا مضمون شائع ہوا ہے۔

مذکورہ بالا اخبار کے مفصل مطالعے کے لیے درج ذیل link ملاحظہ فرمائیں۔

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A19230205.pdf

اصغر علی بھٹی۔سابق مبلغ برکینا فاسو

تماشق اور ہاؤسا احمدی قبائل کی ایمان افروز داستانیں

قسط اول

صحرائے اعظم کے دور افتادہ ملک نائیجر (NIGER) کے دارالحکومت نیامی (NIAMEY) سے دو شاہراہیں برکینا فاسو (BURKINA FASO) بارڈر کی طرف بڑھتی ہیں۔ ایک سڑک شہر کے مشرقی حصے سے اور دوسری جنوبی طرف سے مگر شہر سے نکلنے کے چند کلو میٹر بعد ہی یہ دونوں سڑکیں برکینا فاسو بارڈر کی طرف مڑجاتی ہیں۔ شروع میں یہ راستے کچھ فاصلہ تک متوازی چلتے ہیں مگر اس کے بعد ان کا درمیانی فاصلہ بڑھنا شروع ہوجاتا ہے اور یوں برکینا بارڈر تک پہنچتے پہنچتے ان کے درمیان 235 کلو میٹر کا فاصلہ حائل ہوجاتا ہے۔ مشرقی حصے سے نکلنے والی سڑک نائیجر کے سرحدی شہر تورودی (TORODI) سے گزرتے ہوئے بارڈر پھلانگ کر برکیانا فاسو کے سرحدی شہر فادا (FADA) پہنچتی ہے اور پھر آگے دارالحکومت واگادوگو (OUAGADOUGOU) میں داخل ہو جاتی ہے جبکہ جنوبی طرف سے نکلنے والی سڑک نائیجر کے سرحدی شہر تیرا (TERA) سے گزر کر برکینافاسو کے شہر ڈوری (DORI) پہنچتی ہے اور پھر آگے واگادوگو کی طرف بڑھ جاتی ہے۔

مؤرخہ 20/ جنوری 2023ء کے خطبہ میں پیارے آقا نے برکینا فاسو کے ڈوری ریجن کے گاؤں مہدی آباد میں شہید کئے جانے والے 9 عظیم مجاہدین کی داستان جماعت کے سامنے رکھی جنہیں ایک ایک کر کے مقتل میں بلایا گیا۔ امام مہدیؑ کے انکار پر جان بخشی کا کہا گیا مگر یہ پروانے، ایک سے بڑھ کر ایک آگے بڑھتے گئے اور ایمان کو سینہ سے لگائے گولیوں کی تڑتڑاہٹ میں اپنے مولا کے حضور حاضری لگاتے چلے گئے۔ سلام تم پر اے زید بن دثنہؓ اور عبداللطیفؓ کے وارثو! کہ تم نے اپنے خون سے ارض بلالؓ پر صداقت مسیح موعود علیہ السلام کی مہر لگا دی۔ خطبہ ختم ہوا تو میرے ماضی کی یادیں پرواز کے پر کھولے افریقہ کے صحراؤں میں جا پہنچیں جہاں کچھ عرصہ مجھے بھی ان عظیم بستیوں کے آس پاس خیمہ زن رہنے کا موقعہ ملا تھا۔

اگر ہم نیامی سے سفر کا آغاز کرنا چاہیں تو بلند و بالا میناروں والی سفید رنگ کی وسیع و عریض جامعہ مسجد، مدرسہ، مشن ہاؤس اور پرائمری سکول کا پانچ ایکڑ پر پھیلا خوبصورت احمدیہ کمپلیکس آپ کو الوداع کرنے کے لئے دعائیہ کلمات کے ساتھ موجود نظر آئے گا۔ اور اگر ہم تیرا کی طرف سے برکینا کی طرف آگے بڑھیں گے تو تیرا کے خارجی دروازہ پر گلابی رنگ کے خوبصورت میناروں اور گولڈن رنگ کے گنبد والی مسجد اور بارڈر گزرتے ہی ڈوری کے شہر کے بالکل داخلی دروازہ پر پیاری سی مسجد مشن ہاؤس اور احمدیہ اسکول کا وسیع و عریض کمپلیکس ہمارا منتظر نظر آئے گا۔ اسی طرح سے اگر ہم تورودی کی طرف سے برکینا سرحد کی طرف آئیں تو بارڈر کے ایک طرف تورودی کی خوبصورت مسجد الوداع دعا کرواتی نظر آئے گی تو بارڈر گزرتے ہی فادا میں موجود احمدیہ مسجد بازو وا کیے سمیٹنے کے لئے بے تاب نظر آئے گی۔

اگر ہم کچھ مزید پیچھے جا کر اپنے سفر کا آغاز ٹوگو سے کریں اور بینن کی طرف بڑھیں اور پھر بینن سے سرحد پار کر کے نائیجر آئیں اور نائیجر سے برکینا فاسو میں داخل ہوں تو ان ہزاروں کلو میٹر کے سفر میں آپ کو سڑک کے دائیں بائیں سینکڑوں احمدیہ بستیاں پھیلی ہوئی نظر آئیں گی۔ ٹوگو سے دوسری طرف چلے جائیں تو غانا سے لے کر سیرالیون تک اور پھر برکینا سے ایک طرف مالی اور دوسری طرف آئیوری کوسٹ تک اور بینن سے نائیجر یا تک شاہراہوں کے چاروں طرف پھیلی یہ احمدیہ بستیوں کی خوبصورت کہکشاں اپنے دامن میں ہزاروں لاکھوں ایمان افروز داستانوں کو ڈھانپے ہوئے ہے۔ یہ بستیاں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندہ نشانیاں اور جماعتی قربانیوں کی روشن مثالیں ہیں۔

برکینا فاسو ڈوری ریجن کے مہدی آباد والے احمدی گاؤں کے دوسری طرف نائیجر میں (BOUPO) بوپو کا گاؤں واقع ہے۔

1997ء تا 1999ء کے سالوں میں مبلغ سلسلہ مکرم ناصر احمد سدھو صاحب کی تبلیغی کاوشوں سے ڈوری ریجن کے سینکڑوں دیہات جماعت میں شامل ہو چکے تھے۔ انہی دنوں اپریل 1999ء میں مکرم ناصر احمد صاحب ایک تبلیغی وفد کے ساتھ نائیجر کے علاقے میں بھی داخل ہوئے اور تبلیغی نشستوں کا آغاز کر دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مکرم ناصر احمد سدھو صاحب کی تبلیغ کے نتیجے میں Boupo گاؤں کی اکثریت کو قبول احمدیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ اور یوں Boupo گاؤں کو نائیجر کی پہلی جماعت بننے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ چونکہ یہ علاقہ زیادہ تر وہابی لوگوں پر مشتمل ہے اس لئے قبول احمدیت کے ساتھ ہی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ احمدیوں کو ان کی آبائی مسجد سے نکال دیا گیا۔ احباب جماعت نے اپنے گھروں کے پاس ہی کھلی زمین پر چھوٹے چھوٹے روڑے لگا کر ایک جگہ کی مسجد کی حیثیت سے نشاندہی کر دی اور نماز پڑھنا شروع کر دی۔ اب اس فقرے میں بیان چھوٹی سی بات کا مزہ لینے کے لئے نائیجر کے صحرا کی گرمیوں کا درجہ حرارت جانیں، پھر کھلا آسمان اور ظہر و عصر کی باجماعت نماز کو تصور میں لائیں پھر تپتی ریت پر سجدے کے لئے خدا کے حضور جھکی ہوئی جبین کا سوچیں تو بلا توقف آپ کے دل سے بھی اپنے ان بھائیوں کے لئے جگر مراد آبادی کی آواز میں یہ الفاظ نکلیں گے۔

جو آساں ہوتے ہیں، وہ جلوے جو ارزاں ہوتے ہیں
ساحل سے بھی موجیں اٹھتی ہیں، خاموش بھی طوفان ہوتے ہیں
کتنے وہ مبارک قطرے ہیں جو صرف بہاراں ہوتے ہیں
جب وقت شہادت آتا ہے دل سینوں میں رقصاں ہوتے ہیں

آہستہ آہستہ بوپو کے خدام نے اپنی مدد آپ کے تحت مٹی گارے سے چھوٹی سی کچی مسجد بنالی 2006ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بوپو گاؤں میں پکی مسجد بنانے کا ارشاد فرمایا۔ اکتوبر 2006ء میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا ہی تھا کہ مخالفین نے حسد اور مخالفت کی آگ کی وجہ سے عدالت میں جھوٹا مقدمہ کر دیا کہ جس جگہ پر مسجد بنائی جا رہی ہے یہ ان کی جگہ ہے۔ لوئر عدالت سے جماعت کے حق میں فیصلہ ہونے پر یہ لوگ ہائی کورٹ چلے گئے اور یوں سال ہا سال کی مقدمہ بازی کے بعد آخر دسمبر 2015ء میں سپریم کورٹ نے جماعت کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے مقدمے کو خارج کر دیا۔ اس مقدمے کے دوران ایک دفعہ مخالفین نے مقامی پولیس میں مقدمہ درج کروا دیا کہ احمدی ہماری زمین پر قبضہ کئے بیٹھے ہیں پولیس نے بوپو کی ساری جماعت کو گرفتار کرلیا اور کئی دن بعد رہائی ہوئی۔ پولیس، جیل، عدالتیں، سب اس غریب جماعت نے برداشت کیں لیکن صدق سے ایمان پر ڈٹے رہے۔

آج مہدی آباد برکینا فاسو کے شہداء نے ایک بار پھر سے، نہ صرف حضرت زید بن دثنہؓ کی یاد تازہ کر دی بلکہ اپنے خون سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فرمان پر بھی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ ’’صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا‘‘۔ شہدا کا خون نہ صرف زندہ و جاوید رہتا ہے بلکہ زندگی بخش ہوتا ہے۔

انڈونیشیا کے مظلوم احمدی شہداء اور نائیجر

مہدی آباد کے شہداء کی خبر سے مجھے انڈونیشیا کے مظلوم شہداء اور ان کے خون کی برکت سے نائیجر پہ نازل ہونے والی برکت یاد آ گئی ہے۔ یہ 2010ء کی بات ہے انڈونیشیا میں نہتے احمدی احباب کو غیر احمدی مولویوں کی اشتعال انگیزیوں کے نتیجے میں بے دردی سے ڈنڈے مار مار کر شہید کر دیا گیا تھا اور ان کی شہادت کی ویڈیو کو فخریہ کارنامے کے طور پر سوشل میڈیا پر نشر کر دیا گیا تھا۔ خاکسار نے اس اندوہناک نظارے کی ویڈیو ڈاؤن لوڈ کر لی کیونکہ مجھ سے شام کو کچھ علماء کا وفد ملنے آ رہا تھا اور میں ان کو دکھانا چاہتا تھا کہ مَااَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ کی سچی تفسیر منہ زبانی دعوؤں سے نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ تو ہر بلال، امیہ بن خلف کے پتھروں اور ابوجہل کے نیزوں کے ظلم سہہ کر کرتا ہے۔ وفد میں ڈیبیے سو گاؤں کے امام معلم شافعی احمد بھی شامل تھے وہ تو اس ظالمانہ فلم کی چند سیکنڈ کی جھلک دیکھ کر ہی جس میں حملہ آور احمدی خادم کو ڈنڈوں سے مار بھی رہے تھے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے نعرے بھی لگا رہے تھے۔ بڑے زور سے دہرانے لگ گئے، اَوَلَیْسَ ھٰذَا فِعْلُ الْیَہُوْدِ وَالنَّصَارٰی اَوَلَیْسَ ھٰذَا فِعْلُ الْیَہُوْدِ وَالنَّصَارٰی یہیں پر انہوں نے نہ صرف اپنی بیعت کا اعلان کیا بلکہ بعد میں ان کی تبلیغ سے اللہ کے فضل سے ان کے سارے گاؤں نے بھی بیعت کر لی۔

ہم تو صبح سے آپ کا انتظار کر رہے تھے

یہ محض خدا کا احسان ہے کہ خاکسار کو نہ صرف ٹوگو بینن برکینا فاسو بلکہ نائیجر کے نائیجریا اور برکینا بارڈر کے ساتھ ساتھ پھیلے تمام علاقوں میں خدمت کی توفیق ملی۔ 16/ فروری 2011ء کی شام اللہ تعالیٰ کی تائید کا ایک عجیب نظارہ رونما ہوا۔

خاکسار Malbaza کے علاقے میں تبلیغی مہم کے لئے نکلا ہوا تھا۔سفر کرتے کرتے شام کے وقت ہم ایک گاؤں میں داخل ہوئے اور سیدھے مسجد پہنچے۔موذن اذان دے رہا تھا اور امام صاحب اور دوسرے بہت سارے لوگ مسجد کے باہر کھڑے تھے۔سلام دعا کے بعد مکرم امام صاحب نے جو پہلا فقرہ کہا وہ یہ تھا کہ میں تو صبح سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔میں اور میرے قافلے کے تمام لوگ بہت حیران ہوئے کہ ان کو کیسے پتہ کہ ہم لوگ کون ہیں؟ اور کب اس گاؤں میں آنے والے تھے؟ خیر نماز کا وقت تھا تفصیل نہیں پوچھی۔عشاء کے بعد خاکسار نے پہلے جماعت کا تعارف کروایا اور اس کے بعد tv کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت کی فوٹو اور پھر پوری دنیا میں جماعت کی مساجد جلسے اور تبلیغی پروگراموں کی فوٹو پر مبنی ایک ویڈیو دکھائی۔ اس سارے پروگرام کے بعد اعلان کیا کہ کوئی سوال پوچھنا چاہتا ہے تو پوچھے۔لوگوں نے باری باری بہت سے سوال پوچھے مگر امام صاحب سر جھکا کر چپ کر کے بیٹھے رہے۔خاکسار کے دل میں ایک وسوسہ آیا اس لئے میں نے ان سے سیدھا سوال کیا کہ کیوں امام صاحب آپ نے کوئی سوال نہیں پوچھا؟اس پر امام صاحب سورۃ فاتحہ اور درود کی تلاوت کے بعد بڑے جوشیلے انداز میں فرمانے لگے کہ مجھے تو اللہ نے کل رات ہی بتا دیا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام آچکے ہیں اور میں تو کل رات ان کی بیعت بھی کر چکا اور اس نے مجھے یہ بھی بتا دیا تھا کہ تم ہمارے گاؤں آنے والے ہو۔اس لئے میں تو صبح سے آپ لوگوں کا انتظار کر رہا تھا۔اس کے بعد انہوں نے اپنی خواب سنائی جس میں انہوں نے دیکھا کہ احمدی وفد گاؤں میں آیا ہے اور عین اس جگہ جہاں اس وقت ہم تبلیغی پروگرام کر رہے تھے لوگوں کو اکٹھا کر کے بتا رہا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام آچکے ہیں ان کی جماعت میں شامل ہو کر جہاد کے لئے تیا ہو جاؤ۔پھر سب سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا تم سب امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کے لئے تیار ہو؟پورا گاؤں زور زور سے جواب دے رہا کہ ہم سب تیار ہیں اور اس حالت میں میری آنکھ کھل گئی۔انہوں نے حاضرین کے سامنے جماعت میں شامل ہونے کا اعلان کیا اور پھر گاؤں والوں سے پوچھا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے؟ سب نے بیک زبان اعلان کیا کہ ہم سب بھی امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔اس کے بعد مکرم امام صاحب نے بڑی التجا سے پوچھا کہ بتائیں!اب ہمیں کیا کرنا ہے؟اور فرمانے لگے کہ جلد ہم دو نوجوان آپ کے پاس بھیج دیتے ہیں آپ ان کی ٹریننگ کر دیں تا کہ ہم اسی طرح سے جماعت کے پیچھے چل سکیں۔

اللہ نے میری دعا قبول کی ہے کہ آپ ہمارے گاؤں آئے

18/ مارچ 2011ء کی بات ہے خاکسار تبلیغی مہم کے دوران ملبازا (malbaza) کے علاقے میں ایک گاؤں گڈاں مسالاچی gidan (masalachi) پہنچا۔گاؤں کے چیف نے بتایا کہ امام صاحب تو کہیں گئے ہوئے ہیں تاہم آپ کو تبلیغ کی اجازت ہے۔تبلیغی پروگرام کے بعد گاؤں کے لوگوں نے کہا کہ وہ کوئی جواب اپنے امام صاحب سے مشورہ کر کے بتائیں گے آپ ایک ہفتے بعد دوبارہ آئیں۔ایک ہفتے بعد جب ہم لوگ دوبارہ اس گاؤں گئے تو امام صاحب موجود تھے اور ہمیں دیکھ کر ان کی خوشی دیدنی تھی ایسے ملے کہ لگتا تھا جیسے برسوں کے بچھڑے دوست مل رہے ہوں۔میں کافی حیران تھا اس لئے وجہ پوچھ لی۔جس پر انہوں نے بتایا کہ میں نے ایک لمباعرصہ آبی جان آئیوری کوسٹ میں گزارا ہے وہیں پر میں نے بیعت کی اور مستقل جماعت کا ممبر رہا پھر جب میں یہاں آ گیا تو یہاں کوئی جماعت کو جانتا نہ تھا اس لئے میں چپ رہا مگر اپنے اللہ سے ہر روز دعا کرتا رہا اور یہ میری دعاؤں کی قبولیت ہے کہ آپ خود اس دور دراز علاقے میں جماعت کا پیغام لے کر پہنچ گئے ہیں۔جس دن سے آپ گئے ہیں میں تو اس دن سے ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کی برکات اور نظام سلسلہ کے بارے میں بتا رہا ہوں کیسے جلسے ہوتے ہیں؟ کیسے تربیتی پروگرام ہوتے ہیں؟اور اس طرح سے ہم سب آپ کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے۔بیعت فارم لائیں یہ سب بیعت کے لئے تیار ہیں۔ان کو بیعت فارم دے دیے گئے ہیں جسے انہوں نے پُر کر دیا۔اب یہ گاؤں اللہ کے فضل سے جماعت کا حصہ ہے اور اخلاص میں تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔مالی نظام میں باقاعدگی سے حصہ لیتے ہیں۔اسی طرح سے جلسہ سالانہ اجتماعات اور دوسری تمام تقریبات میں باقاعدگی سے حاضر ہوتے ہیں۔

پہلے ہمارا چندہ وصول کریں

Malbaza کے علاقے سے ہی ایک اور گاؤں gidan barauo کے امام صاحب کی طرف سے پیغام آیا کہ براہ مہربانی آپ ہمارے گاؤں بھی پیغام لے کر آئیں۔ چنانچہ 15/ اکتوبر 2011ء کو خاکسار اپنے وفد سمیت اس گاؤں پہنچا تو دیکھا کہ امام صاحب ایک بہت بڑی تعداد کے ساتھ پہلے سے ہمارے استقبال کے لئے موجود تھے۔ خاکسار نے حسب معمول نماز مغرب کے بعد جماعت کا تفصیلی تعارف کروایا اور نماز مغرب کے بعد ویڈیو کے ذریعہ سے امام دوراں مسیح پاک علیہ السلام اور خلفاء احمدیت کی فوٹو مبارک اور ان کا مختصر تعارف اور پھر دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعت کے تبلیغی اور تربیتی پروگرام، جلسہ جات، مساجد، خدمت قرآن اور اس تناظر میں بیت المال کے قیام، مالی قربانی کی اہمیت اور اس کے ثمرات کو بھی بیان کیا۔ خاکسار کے بیان ختم کرنے پر اللہ کی عجیب شان اور ایک عجیب واقعہ ہوا جس سے پہلے تو خاکسار بہت پریشان ہوگیا۔یونہی خاکسار نے بیان ختم کر کے اعلان کیا کہ کوئی سوال ہو تو پوچھیں امام صاحب اٹھے اور سارے لوگوں کو مسجد سے لے کر باہر چلے گئے۔ساری مسجد خالی ہوگئی اور صرف خاکسار کے وفد کے لوگ رہ گئے۔ خیر خاکسار کو جتنی دعائیں یاد تھیں ان کو دہراتا رہا۔کچھ دیر بعد مکرم امام صاحب سارے لوگوں کے ساتھ دوبارہ داخل ہوئے اور آتے ہی شکریہ ادا کرنے کے بعد معذرت کر کے جانے کی وجہ بتانے لگے کہ دراصل جب میں نے 1400 سو سال بعد امام مہدی علیہ السلام کے ذریعہ ایک دفعہ پھر سے بیت المال کے آغاز کے بارے میں سنا تو میرے دل میں تحریک اٹھی کہ ہمیں فوری طور پر اس میں شامل ہونا چاہئے چنانچہ ہم نے یہ 8000 فرانک رقم اکٹھی کی ہے اسے ہماری طرف سے بیت المال میں قبول فرمائیں اور ہم سب بیعت کر کے امام مہدی علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کا اعلان کرتے ہیں۔یوں اس سارے گاؤں نے بیعت کی سعادت حاصل کی اور اب اللہ کے فضل سے اپنے اخلاص میں ترقی کر رہا ہے۔

حاسد وہابی مولویوں کی شرارت اور خدائی تائید

کونی ریجن میں جہاں اللہ تعالیٰ جماعت کو ترقیات سے نواز رہا تھا وہیں وہابی مولوی حسد میں جلنا شروع ہو گئے تھے۔یہ 27/ مئی 2011ء کی بات ہے جماعت کے صدران اور امام حضرات کی ریجنل میٹنگ تھی جس میں آئے ہوئے gidan kibiya جماعت کے احمدی امام نے بتایا کہ وہابی مولویوں کا وفد ان کے گاؤں پہنچا اور ان سے کہا کہ ہم یہاں کئی بار تبلیغ کے لئے آئے تھے اور ہم نے کہا تھا کہ وہابی ہو جاؤ ہم بہت بڑی مسجد بنا کر دیں گے مگر تم نے انکار کر دیا اور اب احمدی آئے اور تم ان کی جماعت میں شامل ہو گئے ہو۔انہوں نے تو مسجد بھی بنا کر نہیں دی۔ہم تمہارے پاس دوبارہ آئے ہیں کہ احمدیت چھوڑ دو ہم فوری بڑی مسجد بنا کر دیں گے اور ساتھ امام صاحب کی ماہانہ تنخواہ بھی لگا دیں گے۔جس پر امام سمیت تمام جماعت نے یک زبان ہو کر ان سے کہا کہ جماعت احمدیہ نے ہمیں نفرتوں کی بجائے محبت سکھائی ہے اور لینے کی بجائے بیت المال کا راستہ دکھایا ہے آپ کا ہم پر یہی بڑا احسان ہو گا کہ آپ ہمیں گمراہ کرنے کے لئے دوبارہ تشریف نہ لائیں۔اس احمدی گاؤں سے نکل کر یہ وہابی وفد قریبی گاؤں debeso گئے اور اپنی تبلیغ میں یہ بتایا کہ کہیں احمدی نہ ہو جانا وہ آج کل پیسے تقسیم کر کے لوگوں کو احمدی بنا رہے ہیں۔اس گاؤں کے زیر تبلیغ امام دوران تقریر ہی کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ یہ صاف جھوٹ ہے میں گواہ ہوں کہ یہ صاف جھوٹ ہے ان کا تو ہر فرد بیت المال کے لئے قربانی کرتا ہے جس پر مولوی صاحب غصے سے ناراض ہو کر بغیر تقریر مکمل کئے واپس برنی کونی لوٹ گئے۔

ایک سادہ لوح احمدی کی خواب کے ذریعہ راہنمائی

مکرم محمد ثالث صاحب برنی کونی شہر کے ایک سادہ سے نوجوان تھے اور ایک بینک میں صفائی ستھرائی کا کام کرتے تھے۔ہمارے ساتھ نمازیں پڑھنا شروع کیں پھر درس سننا اور تربیتی پروگراموں میں شامل ہونا شروع کیا اور یوں انہوں نے بیعت کر لی۔نہ انہوں نے کوئی زیادہ سوال کیے اور نہ جماعت کے بارے میں کوئی زیادہ پڑھا۔بس جماعت کے نظام اور تربیتی پروگراموں کی وجہ سے بیعت کر لی۔

ایک دن ان کے بینک کے افسران اور ان کے ساتھیوں نے انہیں گھیر لیا اور تنگ کرنے لگ گئے کہ جماعت نے آپ کو کوئی بڑی رقم دی ہے جس کی وجہ سے آپ احمدی ہوئے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ مجھے بڑا دکھ ہوا کہ یہ مجھ پر کیوں الزام لگا رہے ہیں۔کہتے ہیں کہ اس رات میں نے جماعت کی سچائی کے حوالے سے اپنے اللہ سے بہت دعا کی کہ اللہ میں زیادہ پڑھا لکھا نہیں ہوں تو خود میری رہنمائی فرما۔بظاہر تو یہ جماعت اسلام کی خدمت میں سب سے آگے ہے مگر اندر کی بات تو مجھے سمجھا۔کہتے ہیں اس رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بہت بڑا اجتماع ہے۔حدنظر لوگ ہی لوگ ہیں اور

سب نے سفید کپڑے پہن رکھے ہیں اور درمیان میں ایک بلند سٹیج ہے جس پر صرف حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کھڑے ہیں اور آپ نے بھی سفید کپڑے زیب تن فرمائے ہوئے ہیں اور آپ اونچی آواز میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دہرا رہے ہیں اور سارا مجمع بھی آپ کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دہرا رہا ہے اور یہ ایک عجیب سرور کی سی کیفیت ہے وہ کہتے ہیں کہ اسی حالت میں میری آنکھ کھل گئی اور میری زبان پر بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جاری تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس پر میرے دل میں یہ بات میخ کی طرح گڑھ گئی کہ اس دور میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا حفاظت کا ذمہ اللہ نے جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو دیا ہوا ہے اس لئے میرا جماعت میں شامل ہونے کا فیصلہ درست تھا۔ یہ سچی اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی وارث جماعت ہے۔

خلیفۂ وقت کو خط کی برکت کا میں گواہ ہوں

خاکسار نے ایک دن، جمعہ کی نماز کے بعد تمام ممبران جماعت کو اس طرف توجہ دلائی کہ آپ کو حضور اقدس کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھنے چاہئیں۔ اس پر ہمارے ایک احمدی دوست مکرم ابراہیم متراژے صاحب کھڑے ہوگئے اور انہوں نے سب کے سامنے حلفیہ بیان کیا کہ آپ سب جانتے ہیں کہ میں مرگی کا مریض تھا میرے پاس علاج کے لئے کوئی پیسہ نہیں تھا۔ میں شہر میں گھوم پھر کر ریڑھی پر اپنی چیزیں بیچتا ہوں جہاں دورہ پڑتا گر جاتا بعض لوگ مجھے پاگل سمجھتے۔ اور مجھ سے دور بھاگتے۔ اسی دوران مجھے بیعت کی توفیق ملی اور پھر میں نے اپنے مربی صاحب مکرم شاکر مسلم صاحب کو کہا کہ وہ میری طرف سے حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کا لکھیں اور میری بیماری اور میری مالی حالت کے بارے میں لکھیں کہ میرے پاس تو کھانے کے لئے مشکل سے پیسے ہیں دوائی کا تو میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ صرف پیارے آقا کی دعا کا آسرا ہے۔ مربی صاحب نے یہ خط لکھا اور پیارے آقا کی طرف سے جواب آیا اللہ فضل کرے گا۔ آپ سب گواہ اور سارا شہر گواہ ہے کہ اس واقعہ کو کئی سال گزر گئے ہیں میں نے ایک بھی گولی نہیں کھائی اور اللہ کے فضل سے بالکل درست ہوں اس کے بعد سے مجھے آج تک اس بیماری کا کوئی حملہ نہیں ہوا۔ ورنہ کبھی میں یہاں گرا ہوتا تھا اور کبھی وہاں اور یہ صرف اور صرف میرے آقا کی اس غریب کے لئے دعاؤں کا اعجاز ہے۔

بزرگ امام کی فوتگی سے پہلے وصیت کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے اس کے مبلغین جلد یہاں آنے والے ہیں

مئی 2012ء کی بات ہے، ماداوا (MADOUA) کے علاقے سے دو نوجوانوں کا ایک وفد برنی کونی مشن ہاؤس آیا۔ اور سلام دعا کے بعد اللہ کا بار بار شکر ادا کرنا شروع کر دیا۔ چونکہ وہ بار بار دہرا رہے تھے اس لئے خاکسار نے وجہ پوچھی انہوں نے جواباً کہا کہ یہ تین باتوں کا شکر ہے مگر ان کو جاننے کے لئے آپ کو ہمارے گاؤں آنا ہوگا۔ چنانچہ خاکسار 9 رکنی وفد کے ساتھ اس گاؤں پہنچا تو تمام گاؤں والوں نے ہمارا استقبال کیا اور اس کے بعد تمام گاؤں کی طرف سے چیف نے کھڑے ہو کر اللہ کا شکر ادا کرنے کے بعد حلفیہ یہ بات بیان کی کہ آج سے 12 سال قبل (یعنی 2000ء میں) اس گاؤں کے ایک بہت بڑے عالم دین مکرم محمد ابراہیم صاحب نے اپنی وفات سے قبل سب گاؤں والوں کے سامنے اعلان کیا تھا کہ، اللہ نے مجھے آج رات بتایا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہو چکا ہے اور عنقریب اس کے اپنے لوگ جو سفید رنگ کی جلد والے ہوں گے بیعت کا پیغام لے کر آپ تک خود پہنچیں گے اور تمہارے افریقی بھائی ان کے ساتھ ہونگے تم اس کی بیعت ضرور کرنا۔ اس کے بعد چیف نے گاؤں والوں سے پوچھا کیا یہ بات درست ہے سب نے بیک زبان کہا کہ بالکل درست ہے ہم سب اس کے گواہ ہیں۔ اس کے بعد وہ نوجوان جو ہمیں دعوت دینے کے لئے آیا تھا اس نے کھڑے ہو کر حلفیہ کہا کہ جب امام صاحب نے یہ اعلان کیا تھا تو اس کے اگلے دن میں نے خواب دیکھی تھی کہ امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کرنے والا میں پہلا شخص ہوں گا اور یہ میرا دوست ادریس دوسرا ہوگا اور یہ بات آج سے 12 سال قبل سے میں نے سب کو بتائی ہوئی تھی جسے سب جانتے ہیں اس لئے میں کونی مشن میں اللہ کا بار بار شکر ادا کر رہا تھا کہ اللہ نے مجھے تینوں باتیں دکھا دیں۔

- امام مہدی علیہ السلام کا ظہور
- اس کے اپنے سفید جلد والے مبلغ کا تبلیغ کے لئے ہمارے درمیان موجود ہونا
- اور میرا اپنے گاؤں میں سے سب سے پہلے بیعت کرنا

اس کے بعد خاکسار تمام گاؤں کے ساتھ اس بزرگ عالم دین کی قبر پر گیا اور ہم سب نے ان کیلئے دعا کی۔ 2013ء جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جب مکرم طاہر ندیم صاحب لندن سے حضور انور کے نمائندہ کے طور پر حاضر ہوئے تو انہوں نے اس گاؤں کا دورہ بھی کیا اور ان بزرگ کی قبر پر جا کر دعا بھی کی اور یہ واقعہ خود ان گاؤں والوں سے بھی سنا۔

دشوار گزار پہاڑوں کے پیچھے چھپے ایک اور گاؤں سے صداقت مسیح موعودؑ کی گواہی

ایک بزرگ کی گواہی

14/ دسمبر 2011ء کی بات ہے۔ تبلیغی مہم کے دوران ہم گالمان galman کے علاقے میں dullo دلّو گاؤں پہنچے۔ یہ گاؤں پکی سڑک سے 15 کلومیٹر دور دشوار گزار پہاڑوں کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ گاؤں کے امام صاحب سے ہم نے ملاقات کی اور انہیں بتایا کہ ہم حضرت امام مہدی علیہ السلام کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ امام صاحب ہمیں جلدی سے بٹھا کر باہر چلے گئے۔ پھر کیا تھا گاؤں میں ایک غیر معمولی بھاگ دوڑ شروع ہوگئی۔ اور جلد ہی کیا بچے اور کیا بوڑھے سب ہی اکٹھے ہو گئے۔ ہمارے لئے بیٹھنے کا بہترین انتظام کیا گیا۔ سب لوگوں کی خوشی دیدنی تھی۔ ہم سب حیران تھے کہ ہم تو یہاں پہلی دفعہ آئے ہیں اور نہ ہی ہم نے ان سے کوئی بات کی ہے مگر یہ لوگ ہمیں ایسے مل رہے ہیں جیسے ہمارا ان سے کوئی پرانا تعلق ہے۔ خیر سب لوگوں کے آنے پر خاکسار نے تبلیغ شروع کی اور اپنے طور پر تفصیل سے جماعت کا پیغام بیان کیا۔ اس کے بعد خاکسار نے ان سے کہا کہ جو کوئی سوال کرنا چاہتا ہے وہ کرسکتا ہے اس پر امام صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم سب بیعت کرنا چاہتے ہیں خاکسار نے ان سے کہا کہ جلدی نہیں کرنی چاہیے ابھی جیسے خاکسار آپ کے گاؤں آیا ہے، اب آپ ایک وفد بنا کر دو دن کے لئے ہمارے پاس برنی کونی آئیں تا کہ قرآن اور حدیث سے مزید آپ کو تسلی سے جواب سمجھائے جاسکیں اس پر مکرم امام صاحب نے کہا کہ میں تو 10 سال سے آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ اور یہ سب گاؤں والے اس پر گواہ ہیں کہ میرے استاد نے اپنی وفات سے قبل مجھے نصیحت کی تھی مجھے اللہ نے بتایا ہے کہ امام مہدی کا ظہور ہو چکا ہے مگر یہ نہیں جانتا کہ وہ دنیا کے کس حصے میں ہے اگر تم تک اس کی آواز پہنچے تو بلا حیل و حجت اس کی بیعت کرنا۔ اس لئے میں کونی ضرور آؤں گا مگر بیعت کے بعد۔ مجھ سے حیل و حجت نہ کروائیں۔ اس کے بعد ہمارے لئے کوئی مزید گنجائش نہیں تھی اس لئے ان کو بیعت فارم دے دیئے گئے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یہ گاؤں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو چکا ہے۔ مالی نظام کا حصہ بھی بن چکا ہے اور مکرم طاہر ندیم صاحب نمائندہ حضور انور نے 2013ء میں اس گاؤں کا دورہ کیا۔ یہ واقعہ خود سنا اور اس گاؤں میں احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔

اخلاص و فدائیت کا عجیب ایمان افروز واقعہ

خاکسار نے موبنیکا گاؤں میں تبلیغی پروگرام ختم کیا تو معلم نے یاد دہانی کرائی کہ آپ نے جمعہ جمعی گاؤں میں آج کے دن کا وعدہ کیا تھا۔ اور یہ بھی بتایا کہ موبنیکا سے بھی ایک پگڈنڈی جمعہ جمعی گاؤں میں جاتی ہے۔ خاکسار نے کہا ٹھیک ہے اللہ کا نام لے کر چلو۔ چنانچہ ہم 7 افراد کا یہ قافلہ اس صحرائی پگڈنڈی پر جمعہ جمعی کیلئے روانہ ہو پڑا۔

سب جانتے ہیں کہ نائیجر میں دسمبر اور جنوری میں تیز ہوائیں چلتی ہیں جس میں ریت بہت کچھ چھپا دیتی ہے۔ یہی ہمارے ساتھ ہوا اور اندازے سے ہم لوگ آگے بڑھتے رہے۔ ادھر شام کے پانچ بج رہے تھے اور ادھر دور دور تک آبادی کا کوئی نام و نشان نہیں مل رہا تھا۔ تاہم 5 بج کر 30 منٹ پر خاکسار نے ڈرائیور کو گاڑی روکنے کا کہا اور اتر کر دعا کروائی۔ اس کے بعد ڈرائیور سے کہا اب جو بھی پہلی پگڈنڈی ملے اس پر دائیں چلنا شروع کر دینا۔ چنانچہ شام 6 بجے ہمیں چرواہوں کی کچھ جھونپڑیاں نظر آئیں۔ اس پر ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ جب ہم پاس پہنچے تو کچھ بزرگان نے سلام دعا کی ان میں گاؤں کے امام بھی تھے۔ خاکسار نے اپنا تعارف اس طرح کروایا کہ ہم لوگ حضرت امام مہدیؑ کی آمد کا پیغام گاؤں گاؤں پہنچا رہے ہیں موبنیکا سے جمعہ جمعی جانا چاہتے تھے لیکن یہاں آن پہنچے ہیں۔ یہ سن کر وہ بزرگ بغیر کوئی جواب دیئے فوری لوٹ گئے۔ اس کے بعد کبھی وہ ایک جھونپڑی میں اور کبھی دوسری جھونپڑی میں داخل ہونے لگے۔ ہم سب حیران ہو کر یہ منظر دیکھ رہے تھے کہ امام نے کوئی جواب بھی نہیں دیا اور ادھر اُدھر بھی بھاگ رہے ہیں۔ آخر امام صاحب واپس آئے اور بہت التجا سے ذکر کیا کہ آپ لوگ حضرت امام مہدی کی آمد کا پیغام لے کر آئے ہیں اور میرے پاس آپ کو کھلانے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ 2500 فرانک ہم نے جمع کیے ہیں جب آپ شہر جائیں تو میری طرف سے کھانا کھالیں۔ دوسری بات یہ کہ آپ نائیجر سے نائیجیریا میں آگئے ہیں۔ اور کافی دور تک آگئے ہیں اب یہ میرا بیٹا آپ کے ساتھ جائے گا۔ اور آپ کو راستے تک چھوڑے گا۔ ہم نے کہا کہ یہ پھر واپس کیسے آئے گا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ آپ کا مسئلہ نہیں یہ آجائے گا لیکن آپ پھر دن کے وقت تشریف لائیں اور ہمیں بھی امام مہدیؑ کی جماعت میں شامل کریں۔ چنانچہ ان کا بیٹا ہمارے ساتھ کافی دور بڑی پگڈنڈی تک ہمیں چھوڑنے آیا۔

(باقی بدھ مؤرخہ 8/ فروری کو ان شاءاللہ)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

چوہدری نعیم احمد باجوہ۔ پرنسپل جامعۃ المبشرین برکینا فاسو

کابل سے مہدی آباد تک

اس مضمون کو مؤرخہ 30/ جنوری 2023ء میں اسی عنوان کے تحت مضمون کے ساتھ ملا کر پڑھیں

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی روح کو کامل یقین کے ساتھ پیغام
سال 1999ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ میں سید الشہداء حضرت صاحبزادہ عبد اللطیفؓ شہید کا ذکر خیر کر کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی روح کو کامل یقین کے ساتھ ایک پیغام دیا۔ آپؒ فرماتے ہیں:

’’جماعت کی طرف سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی روح کو میں کامل یقین سے یہ پیغام دے سکتا ہوں۔ **اے ہمارے آقا! تیرے بعد تیری جماعت انہی رستوں پر چلی ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ چلتی رہے گی جو رستے صاحبزادہ عبد اللطیف شہید نے ہمارے لئے بنائے تھے گو ان سے نسبت کوئی نہیں مگر غلامانہ ہم انہی راہوں پر چل رہے ہیں۔‘‘**

(خطبہ جمعہ 23/ اپریل 1999ء)

یہ کوئی اتفاق نہیں ہو سکتا بلکہ مصلحت الٰہی معلوم ہوتی ہے کہ ایک طرف اپریل 1999ء میں خلیفۃ المسیح، حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی روح کو مخاطب کر کے جماعت کی طرف سے استقامت اور قربانی کی انہی راہوں پر چلنے کا یقینی پیغام دے رہے تھے جن پر شہید عبد اللطیفؓ نے قدم رکھا تھا تو دوسری طرف اسی سال 1999ء کے انہی دنوں یعنی مارچ اپریل میں تماشق قبیلہ کے امام ابراہیم بی دیگا صاحب اپنے ساتھیوں سمیت جماعت احمدیہ مسلمہ میں داخل ہو رہے تھے جنہوں نے ان راہوں پر چل کر شہادت کے معیاروں کو آسمان کی بلندیوں تک پہنچانا تھا اور حقیقتاً صاحبزادہ صاحب کی قائمقامی کا حق ادا کرنا تھا۔

مہدی آباد کے ان شہداء کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسے قربانیوں کی ایک نئی تاریخ قرار دیا۔ آپ فرماتے ہیں:

’’برکینا فاسو میں عشق و وفا، ایمان و یقین سے پُر جو نمونہ افریقن احمدیوں نے دکھایا وہ بے مثال ہے۔۔۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ کی قربانی کے بعد دنیائے احمدیت میں قربانیوں کی ایک نئی تاریخ رقم کی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 20/ جنوری 2023ء)

فقہی کارنر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سلامتی کی دعا

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ خواجہ عبد الرحمٰن صاحب ساکن کشمیر نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میرے والد صاحب نے ایک مرتبہ ذکر کیا کہ جب مَیں شروع شروع میں احمدی ہوا تو قصبہ شوپیاں علاقہ کشمیر کے بعض لوگوں نے مجھ سے کہا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ’’صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَلَّمَكَ اللّٰهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ‘‘ کے پڑھنے کے متعلق استفسار کروں۔ یعنی آیا یہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ سو میں نے حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں اس بارہ میں خط لکھا۔ حضور نے جواب تحریر فرمایا کہ یہ پڑھنا جائز ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس استفسار کی غرض یہ ہوتی ہے کہ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں تو کیا اس صورت میں بھی آپؐ کو ایک زندہ شخص کی طرح مخاطب کر کے دُعا دینا جائز ہے سو اگر یہ روایت درست ہے تو حضرت مسیح موعودؑ کا فتویٰ یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز ہے اور اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ چونکہ آپؐ کی روحانیت زندہ ہے اور آپؐ اپنی امّت کے واسطے سے بھی زندہ ہیں۔ اس لئے آپ کے خطاب کے رنگ میں دعا کرنا جائز ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو اپنے ایک شعر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر آپؐ سے مدد اور نصرت بھی چاہی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ’’اے سیّد الوریٰ! مددے وقتِ نصرت است‘‘

یعنی اے رسول اللہ! آپؐ کی امّت پر ایک نازک گھڑی آئی ہوئی ہے۔ میری مدد کو تشریف لائیے کہ یہ نصرت کا وقت ہے۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 553-554)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک تصحیح

Inverted Commas کا بلاوجہ استعمال

بعض دوست اپنے مضامین میں قرآنی آیات اور احادیث کے تراجم پر commas لگا دیتے ہیں۔ جو درست نہیں۔ کمپوزنگ اور پروف کرنے والے حضرات و خواتین بھی اس امر کو مدنظر نہیں رکھتے۔

نیز آیت یا حدیث کا حوالہ قرآنی آیت یا حدیث کے معاً بعد لکھا کریں نہ کہ ترجمہ کے بعد۔ یہ حوالہ قرآنی آیت یا حدیث کا ہے نہ کہ ترجمہ کا۔

ایک سبق آموز بات

خود احتسابی

اپنا احتساب کرنا ہی در اصل دوسری تمام مخلوق سے انسان کو بلند مرتبہ عطا کرتا ہے۔ وہ شرمندگی محسوس کرتا ہے، نادم ہوتا ہے، توبہ کر لیتا ہے اور باز آجاتا ہے جبکہ کوئی بھی جانور اس جذبے سے محروم ہے۔ کبھی بھینس نے سوچا ہے کہ آج روزہ رکھ لینا چاہئے یا مگر مچھ نے سوچا کہ بہت ظلم کر لئے اب بس کر دینا چاہئے؟ یہ صرف اشرف المخلوقات ہی ہے جو بہتری کی طرف سوچتا ہے اور خود کو اچھے سے اچھا بنا سکتا ہے۔

مرسلہ: کاشف احمد

طلوع و غروب آفتاب

	6/ فروری 2022ء	طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:38	18:13
مدینہ منورہ		05:42	18:10
قادیان		05:56	18:07
ربوہ		05:36	17:47
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:03	17:02